

اللہ اکبر

اللہ
مدد

رض
حق پتایا

اصلى على سلام لا اله الا الله محمد رسول الله

نظام خلافت راشدہ زندہ باد

مصنف عبدلکریم مشاق کے دس سوالات کا جواب

سنی مذہب حق ہے

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک اہل سنت پاکستان

شائع کردہ

تحریک اہل سنت چکوال ضلع بہاولپور پاکستان



عقیدہ لائبریری

www.aqeedeh.com

یہ کتاب عقیدہ لائبریری سے ڈاؤن لوڈ کی گئی ہے۔

www.aqeedeh.com/ur/

E-mail: book@aqeedeh.com

بعض مفید اسلامی ویب سائٹس:

www.aqeedeh.com

www.sadaislam.com

www.zekr.tv

www.kalemeh.tv

www.ahlehaq.org/hq

www.islamhouse.com

www.eeqaz.com

www.tauheed-sunnat.com

www.islamic-forum.net

www.khatm-e-nubuwwat.com

www.kitabosunnat.com

www.muhammadilibrary.com

www.islamqa.info/ur

www.quran-o-sunnah.com

www.deeneislam.com

www.nadwatululama.org

اللہ اکبر

بِاللَّهِ
مَدَد

أَسْأَلُكَ يَا رَبِّ
مَدَد

تَحْقِيقًا
مَدَد

نظامِ خلافتِ راشدہ فرزندہ باد

شیعہ مُصنّف عبد الکریم مشتاق کے دس سوالات کا جواب

سنی مذہبُ حق ہے

مؤلفہ:-

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبانی تحریکِ ختمِ اہل سنت پاکستان

شائع کردہ

تحریکِ ختمِ اہل سنت چکوال ضلع جہلم پاکستان

قیمت: ۱۵ روپے
طبع: تحفہ

ملنے کا پتہ:- شیر شاہ کراچی نمبر ۲۸
مکتبہ رشیدیہ چکوال ضلع جہلم

فہرست مضامین

سنی مذہب حق ہے

صفحہ	مضمون
۷۰	عرض حال
۱۲	سید باقر شاہ سبزواری کا خط
۱۲	شیعہ مصنف عبد الکریم کے درجہ سوالات۔
۱۲	سوال نمبر ۲ متعلقہ کتاب نیکیا رسول اور اس کا جواب
۱۵	سوال نمبر ۹ آیت الصلوٰۃ الوسطیٰ۔ اس کا جواب۔
۱۶	سوال نمبر ۸ امام مہدی کی غیبت۔ اس کا جواب
۱۷	سوال نمبر ۸ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر کا انتخاب۔ اس کا جواب
۱۸	سوال نمبر ۹ آیت متعہ اور اس کا جواب
۱۹	شیعہ مذہب میں متعہ کا ثواب
۱۹	ایک بار متعہ کرنے سے امام حسین کا درجہ ملتا ہے۔ (العیاذ باللہ)
۱۹	دو بار متعہ کرنے سے امام حسن کا درجہ ملتا ہے۔
۱۹	تین بار متعہ کرنے سے حضرت علی کا درجہ ملتا ہے
۱۹	چار بار متعہ کرنے سے رسول اللہ کا درجہ ملتا ہے
۲۱	سوال نمبر (۱۰) ماتم شبیر اور اس کا جواب
۲۳	سوال نمبر (۶) تفسیر اتقان کی عبارت کا جواب

صفحہ	مضمون
۲۴	حضرت علیؑ نے اصلی اور صحیح قرآن قیامت تک غائب کر دیا۔
۳۰	سوال نمبر (۴) آیت استخلاف اور اس کا جواب۔
۳۲	سوال نمبر (۲) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی عبارت۔
۳۵	انسان اور اس کے افعال کا خالق اللہ ہے۔
۳۷	سوال نمبر (۱) سنی اور اہل سنت کے مذہبی نام کے ثبوت کا مطالعہ اور اس کا جواب
۳۸	شیعہ عقیدہ امامت قرآن سے ثابت نہیں ہو سکتا۔
۴۲	قرآن میں لفظ شیعہ کی حیثیت
۴۳	حضرت عثمانؓ کا گروہ کامیاب، (فروع کافی)۔
۴۴	شیعوں کا اصلی نام رافضی ہے۔
۴۶	اہل سنت و الجماعت کا معنی اور ثبوت۔
۵۲	حضرت علیؑ المرتضیٰ نے اہل سنت کی تعریف فرمائی۔
۵۴	حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں
۵۵	اہل سنت کے چہرے قیامت میں روشن ہونگے۔
۵۷	شیعہ علماء سے ہمارے تین سوال۔ (نمبر ۱)
۵۹	شیعہ مذہب کا چھپانا فرض ہے۔
۶۰	جو شیعہ علماء تبلیغ کرتے ہیں وہ اپنے ائمہ کے مخالف ہیں۔
۶۱	امام مہدی صدیوں سے غائب ہیں۔
۶۲	امام مہدی قتل کے خوف سے ظاہر نہیں ہوتے۔
۶۳	امام جعفر صادقؑ نے اپنے مخلص شیعوں کے سامنے بھی اپنے امام ہونے کا انکار کیا۔

صفحہ	مضمون
۶۵	(تفتیہ) امام باقر باز کو حلال کہتے ہیں۔
۶۵	(خلافت تقیہ) امام جعفر صادق باز کو حرام فرماتے ہیں۔
۶۹	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کی اجازت (بارشاد حضرت علی رضی اللہ عنہ)
۷۰	غیر شیعہ کے پیچھے تقیہ کی نماز گویا رسول اللہ کے پیچھے نماز پڑھنا ہے
۷۱	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔
۷۲	لوگوں کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی۔
۷۳	اور گھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کی بیعت کی۔
۷۴	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ کو گدھے پر سوار کر کے گھر گھر پھرایا۔
۷۶	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مثل ماں کے پیٹ میں چھپے ہوئے بچے کے گھر میں چھپ کر بیٹھ گیا۔
۷۷	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حلیہ پر اعتراض
۸۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بھی دین چھپایا۔
۸۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعہ کے حلال ہونے کا اعلان نہیں کیا۔
۸۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اغوا شدہ عورتوں کو واپس نہیں دلویا۔
۸۳	شیعوں پر اللہ کا غضب (اصول کافی)
۸۴	رسول اللہ امام مہدی سے بیعت ہونگے۔ (العیاذ باللہ)
۸۷	ہمارا سوال نمبر (۲) شیعہ مذہب کی رو سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سچے خلیفہ ثابت نہیں ہو سکتے۔
۹۶	ہمارا سوال نمبر (۳) شیعوں کا کلمہ بالکل من گھڑت۔
۹۸	حضرت علی المرتضیٰ کا کلمہ

صفحہ	مضمون
۹۹	حضرت فدیحہ الکبریٰ کا کلمہ
۱۰۱	رہنمائے اساتذہ میں شیعہ کلمہ کی تعریف
۱۰۲	رہنمائے اساتذہ کے دو سکر ایڈیشن کا کلمہ پہلے کے خلاف۔
۱۰۹	شیعوں کی مروجہ اذان بے بنیاد ہے۔
۱۱۰	اذان میں علی ولی اللہ پڑھنے والوں پر شیخ صدوق کی لعنت۔
۱۱۱	سُئِيَ اِذَانَ مِیْنَ الصَّلٰوَةِ خَیْرَ مِنْ النُّوْمِ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَمَا حُكْمٌ سَمِعْتُ مِنْ اَبِي سَبْحَانَ
۱۱۵	ثابت ہے۔
۱۱۷	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق جنت کے قطعہ میں آرام فرما ہیں۔
۱۱۷	منافقین کی علامات
۱۲۰	سنی عقیدہ میں اصحاب رضی اللہ عنہم و اہل بیت کا مقام۔
۱۲۲	ہماری تین سوالوں کا خلاصہ
۱۲۲	چھ کلموں پر اعتراض کا جواب
۱۲۶	آپ شیعہ کیوں ہوئے۔؟

عرض حال

”سُنی مذہب حق ہے۔“ دراصل ایک شیعہ مصنف عبدالکریم حنا مشتاق کے ان دس سوالوں کا جواب ہے جو راولپنڈی کے سید باقر حسین شاہ صاحب بنواری نے حضرت مولانا سید محمد یعقوب شاہ صاحب خطیب جامع مسجد حنفیہ رضویہ پھالیہ ضلع گجرات کے نام بذریعہ رجسٹری ارسال کئے تھے۔ اور انہوں نے جواب کے لئے میرے پاس بھیج دیئے تھے ہم نے مذکورہ دس سوالات کے جوابات مع اپنے تین سوالات کے سید باقر حسین شاہ صاحب کو بذریعہ رجسٹری ارسال کر دیئے تھے لیکن انہوں نے تا حال ہمیں کوئی خط نہیں لکھا۔

ناواقف اور غافل سُنی مسلمانوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کے لئے اس کتاب کی اشاعت کی ضرورت سمجھی گئی تو دفتر سے حافظ عبدالوحید صاحب حنفی نے اس کی اجازت حاصل کرنے کے لئے حضرت شاہ صاحب موصوف کو خط لکھا۔ اور شاہ صاحب نے اجازت دیدی۔ چنانچہ موصوف کا اجازت نامہ حسب ذیل ہے:-

محترم جناب حنفی صاحب۔ السلام علیکم کے بعد خیریت طرین مطلوب گزارش ہے کہ آپ کی ارسال کردہ فوٹو سٹیٹ کاپی مل گئی تھی۔ مگر باقر شاہ نے مجھے دوبارہ کوئی خط نہیں لکھا۔ اگر وہ جوابات چھپ

جائیں تو ہزاروں انسان ہدایت یافتہ ہوں گے۔ جوابات نہایت مدلل بلکہ لاجواب ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کو میرا سلام عرض کر دیں فقط: سید محمد یعقوب پھالیہ ۱۹-۲-۷۹

جناب شاہ صاحب موصوف کے اجازت نامہ کے بعد انہی ایام میں ہمیں شیعہ مصنف عبدالکریم صاحب مشتاق کی ایک مطبوعہ کتاب دستیاب ہوئی ہے جس کا نام ہے ”ہزار تہنہاری دس ہماری“ ۱۹۷۶ء کی اس مطبوعہ کتاب کے آخر میں ہی زیر بحث دس سوالات لکھے ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ یہ دس سوالات پہلے سے شائع شدہ ہیں اس لئے ان کے جواب بنام ”سُنی مذہب حق ہے۔“ کی اشاعت کی ضرورت اور زیادہ محسوس کی گئی ہے۔

مولوی مشتاق صاحب شیعہ کی چند دیگر تصانیف چودہ مسئلے میں شیعہ کیوں ہوا۔ فروع دین۔ وغیرہ بھی بعض احباب کے ذریعہ پہنچی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشتاق صاحب موصوف کا محبوب ترین مشغلہ سُنی مذہب کی مخالفت ہے۔ اور ہر ممکن کوشش سے سُنی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جماعت صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جنتی شخصیتوں کو مجروح کرنا انکی فانی زندگی کا نصب العین ہے مشتاق صاحب غالباً شیعہ علماء کے زمرہ میں شامل نہیں ہیں۔ ان

کے نام کے ساتھ ادیب فاضل لکھا ہے۔ معلوم نہیں وہ کون ہیں کہاں کے ہیں اور کن کن شیعہ علماء و مجتہدین سے استفادہ کرتے ہیں۔ بہر حال ان کے نام سے متعدد کتابیں ملک میں اشاعت پذیر ہیں بلکہ ہر شیعہ عالم اور مجتہد تحریر و تقریر کے ذریعہ اپنے مذہب شیعہ کی اشاعت میں ہر پہلو سے محنت کر رہا ہے۔ ان کے ذاکرین بھی اپنے مشن میں کوشاں ہیں لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ بجز چند مخصوص علماء کے عموماً علمائے اہل سنت والجماعت۔ جماعت صحابہؓ اور خلافت راشدہ کے شرعی مقام کے تحفظ کا احساس ہی نہیں رکھتے۔ حالانکہ سنی علماء پر منکرین و ناقدین صحابہؓ اور اعدائے خلفائے راشدین کی جارحیت کا دفاع فرض ہے۔ ورنہ غفلت۔ عدم احساس اور کم فہمی کا یہی حال ہا تو خدا جانے اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

بفضلہ تعالیٰ ہم خدام اہل سنت تحریری اور تقریری طور پر اپنی دفاعی سرگرمیوں میں مصروف ہیں حتیٰ کہ تحریک خدام اہل سنت کی طرف سے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاؤ ایڈمنسٹریٹو پاکستان کو نظام خلافت راشدہ کے مطالبہ کی جو قرارداد ۱۲ ربیع الاول سے پہلے ارسال کی گئی تھی وہ سائے ملک میں پھیلا دی گئیں۔ اخبارات نے بھی ان کو شائع کیا۔ اور ۱۲ ربیع الاول کے اعلان کے بعد شیعہ علماء کی طرف سے جو شدید احتجاج کیا گیا اور انہوں نے فقہ جعفری کو بطور سبک لار نافذ کر نیکیا مطالبہ کیا۔ تو جنرل ضیاء الحق جنتا

نے حسب ذیل بیان دیا تھا کہ:- "چونکہ ملک میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے پاکستان میں صرف حنفی فتنہ کا نفاذ ہوگا۔ اور ملک میں ہر فرقہ کے لئے علیحدہ قوانین کا نفاذ ممکن نہیں (نوائے وقت لاہور ۲۳ فروری ۱۹۷۹ء)

چونکہ جنرل صاحب موصوف کا یہ بیان بالکل حق پر مبنی تھا اس لئے خدام نے انکی خدمت میں تائیدی قرارداد ارسال کی۔ اور تائیس بھی دیں۔ چنانچہ ان قراردادوں کی تائید اور تحسین میں ہمیں کئی حضرات کے خطوط موصول ہو چکے ہیں۔ بہر حال ہمیں فتنوں کا احساس ہے اور یقین رکھتے ہیں کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مابعد کی امت کے ماہرین جماعت صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابو بکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہی تبلیغ و غلبہ دین کا ایک واحد موثر اور مقبول واسطہ ہیں اس لئے ان جنتی حضرات کے بلند ترین شرعی مقام کے تحفظ کے بغیر دین حق اسلام کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہر سنی مسلمان کو اپنے مذہب حق کی تبلیغ و اشاعت اور خدمت و نصرت کی مخلصانہ توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

شیعہ مصنف کے دس سوالات کا جواب

ہماری تین سوال

دینے کے بعد شیعہ علماء پر تین سوالات پیش کئے گئے ہیں (۱) شیعہ مذہب کی اصح المکتب اصول کافی کی

احادیث میں امام جعفر صادق وغیرہ ائمہ کے صریح ارشادات مذکور ہیں کہ امر دین کا چھپانا فرض ہے اور جو شخص دین کی اشاعت کرتا ہے وہ خدا کے ہاں ذلیل ہے اور جو دین کو چھپاتا ہے خدا کے ہاں عزت پاتا ہے اور یہ کہ تقیہ یعنی اظہارِ خلافِ حق میں دین کے ہاتھ میں وغیرہ۔ تو جو شیعہ علماء شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں وہ اپنے مذہب کے اصول پر اپنے معصوم اماموں کی نافرمانی اور مخالفت کر رہے ہیں۔

(۲) شیعوں کا مروجہ کلمہ اسلام و ایمان جس میں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل کے الفاظ ہیں بالکل من گھڑت ہے رسول مین رحمت للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی نے کسی شخص سے بھی کلمہ اسلام میں توجید و رسالت کے اقرار کے ساتھ حضرت علی کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا اقرار نہیں کرایا۔ اور نہ ہی حضرت علی رضی عنہ حضرت حسن اور حضرت حسین سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

(ب) اسی طرح شیعوں کی مروجہ اذان بھی بے بنیاد ہے جس میں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل اعلان کیا جاتا ہے شیعہ علماء اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ تو جس مذہب شیعہ کا کلمہ اسلام و ایمان اور جس مذہب کی اذان کا کوئی ثبوت حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و عمل سے ثابت نہیں ہو سکتا وہ مذہب کیونکر حق ہو سکتا ہے اور اس مذہب کی دعوت کیونکر صحیح

ہو سکتی ہے۔

(۳) قرآن مجید کی آیت تمکین اور آیت استخلاف کی روشنی میں دیکھا جائے تو حضرت علی رضی عنہ سے لیکر امام غائب حضرت مہدی تک بارہ امام قرآن کی بیان کردہ صفات کے تحت سچے خلیفہ ثابت نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن کی موعودہ خلافت کے لئے تمکین دین۔ غلبہ حکومت ضروری ہے۔ لیکن شیعہ مذہب کے تحت یہ سارے امام تقیہ اور کتمانِ حق کرتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت علی رضی عنہ اپنے دور خلافت میں بھی شیعہ مذہب (کلمہ اذان اور شرعی حدود متنعہ وغیرہ) کا نفاذ نہیں کر سکے۔ اس لئے ان ائمہ میں سے کوئی بھی حسب مذہب شیعہ کامیاب خلیفہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر سنی مذہب کے عقیدہ خلافت راشدہ کو خدا نخواستہ نظر انداز کر دیا جائے تو پھر قرآن مجید سورۃ النور کی آیت استخلاف میں قادر مطلق خالق کائنات عز و جل کا وعدہ خلافت کسی طرح بھی صحیح اور حق ثابت نہیں ہو سکتا۔ کسی مذہب کو پرکھنے کے لئے ہزار دہنہار سوالات کی ضرورت نہیں ہے صرف بنیادی اصول ہی غور و فکر اور تحقیقِ حق کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال و بانی و امیر تحریکِ خادم اہل سنت

پاکستان۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

۱۹ مارچ ۱۹۷۹ء۔

بخدمت سید باقر حسین شاہ صاحب سبزواری

سلام سنون۔ آپ نے مولانا محمد یعقوب شاہ صاحب خطیب اہل سنت پھالیہ ضلع گجرات کے نام جو سوالنامہ ارسال کیا تھا وہ انہوں نے جواب کیلئے میسر پاس بھیج دیا ہے۔

آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ :- مندرجہ ذیل دس سوالات شیعہ عالم عبدالکریم مشتاق صاحب نے اہل سنت والجماعت سے پوچھے ہیں اور تحریر و تقریری طور پر کہا ہے کہ جو سنی مولوی ان دس سوالات کے جوابات صحیح دے گا اس کو میں مبلغ دس ہزار روپے بطور نقد انعام پیش کروں گا اور اپنا شیعہ مذہب ترک کر کے سنی مذہب قبول کر لوں گا۔ بصورت دیگر علمائے اہل سنت کو دعوت دی جاتی ہے کہ عقیدہ باطل کو چھوڑ کر مذہب شیعہ حق قبول کر کے سعادت دارین حاصل کریں۔ اور آپ نے اس خط کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ :-

میں سید باقر حسین شاہ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا سوالات کے جوابات شافی جتنا جلد ممکن ہو سکے جلد از جلد میرے درج ذیل پتہ پر ارسال کریں ورنہ میں اور میرے دیگر بھتیجاں جن کے پاس ان سوالات کا کوئی شافی جواب نہیں ہے کی تعداد تقریباً دو ہزار نفوس پر مشتمل ہے مذہب شیعہ حق قبول کر لیجئے۔ فی الحال ہم سب آپ کے جوابات کا انتظار کر رہے ہیں۔ اگر آپ کا جواب 14/10/78 تک نہ ملتا تو پھر ہم سب کے لئے اعلان مذہب شیعہ حق کو قبول کرنا ضروری ہو جائیگا۔

شاہ صاحب۔ آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شیعہ مذہب کا اعلان کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور مولوی عبدالکریم صاحب کے سوالات آپ کے لئے سنی و شیعہ مذہب کی تحقیق کے لئے کوئی معیاری حیثیت رکھتے ہیں اور آپ نے جوابات کیلئے تاریخ بھی مقرر فرمادی۔ لیکن کیا تحقیق حق کا یہی طریقہ ہوتا ہے؟

فرمائیے۔ اگر آپ قبل ازیں اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں تو آپکا مذہب تعلق کن علماء سے تھا اور کیا آپ نے ان سنی علماء سے بھی ان سوالات کا جواب دریافت کیا ہے؟

(۲) کیا مولانا سید محمد یعقوب شاہ صاحب آف پھالیہ سے آپ کا کوئی پہلے دینی یا دنیوی تعلق تھا جس کی وجہ سے آپ نے ان سوالات کا جواب ان سے طلب کیا ہے؟

(۳) آپ نے جن دو ہزار بھتیجاں افراد کے متعلق لکھا ہے کہ جوابات نہ ملنے پر وہ بھی آپ کے ساتھ شیعہ ہونے کا اعلان کر دیں گے۔ تو کیا آپ نے ان سب کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے یہ سوالات پیش کئے ہیں اور ان سب نے یہ کہا ہے کہ ہمارے پاس ان کا کوئی جواب نہیں ہے یا آپ اپنے اعتماد پر یہ فرمائیے ہیں کہ آپ کے شیعہ ہونے کے بعد وہ بھی شیعہ ہو جائیں گے؟

(۴) اگر آپ صرف ان سوالات کی بنا پر سنی مذہب کو ترک کر کے شیعہ مذہب کو قبول کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو یہ آپ کے فہم و شعور کی

دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ ان سوالات میں اکثر ایسے سوالات ہیں کہ معمولی غور و فکر سے آپ ان کا جواب بٹے سکتے ہیں۔ اور یہ سوالات کوئی علمی سوالات نہیں ہیں بلکہ نمبر شماری کے طور پر ہیں۔ مثلاً

سوال نمبر ۱۲ میں لکھا ہے کہ :-

”زنجیلہ رسول نامی ایک کتاب شان رسالت مآب کی گستاخی میں لکھی گئی۔ اس میں تمام روایات معتبر کتب سنتیہ سے نقل کی گئی ہیں۔ کیا کوئی سنی المذہب یہ ثابت کر سکتا ہے کہ گستاخ رسول مصنف نے کوئی ایک بات بھی کسی شیعہ کتاب سے نقل کی ہے۔ اگر جواب بن پڑے تو مکمل حوالہ درکار ہے؟“

(۱) سائل پر لازم تھا کہ وہ زنجیلہ رسول میں صحیح حوالہ کے جواب ساتھ کسی مستند کتاب اہل سنت کی قابل اعتراض عبارت پیش کرتے۔ بلا ثبوت محض الزام سازی کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(۲) آریہ پندتوں نے اور عیسائیوں (پادریوں) نے اسلام۔ قرآن اور حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراضات وارد کئے ہیں۔ کیا پندت دیناند نے اپنی کتاب تیار ہتھ پر کاش میں قرآن مجید پر اعتراضات وارد نہیں کئے؟ تو کیا ان اعتراضات کی بنا پر قرآن آپ کے نزدیک مشکوک ہو جائیگا؟

(۳) اگر زنجیلہ رسول کے مصنف نے اس میں کسی شیعہ مذہب کی کتاب کا حوالہ نہیں پیش کیا تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ شیعہ مذہب کی

کتابوں میں قابل اعتراضات باتیں نہیں ہیں بلکہ اسکے نزدیک اور عام غیر مسلم معترضین کے نزدیک چونکہ سواد اعظم اہل سنت والجماعت ہی اسلام کے نمائندے ہیں۔ اور سنی مذہب کے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پہلے تین خلفائے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد روم ایران کی طاغوتی سلطنتوں کو نبیست و نابود کیا ہے اور ان کی ہی مجاہدانہ قربانیوں سے نور اسلام نے اطراف عالم کو منور کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ نے ان کی اسلامی عظمتوں کا لوہا مانا ہے اس لئے وہ دین اسلام کو مجروح کرنے کے لئے مذہب اہل سنت والجماعت پر ہی حملہ آور ہوتے ہیں۔

شیعہ مذہب تو کتمان حق اور تقیہ کے پردوں میں لپٹا ہوا ہے۔ غیر مسلم معترضین کو اس پر حملہ آور ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

سوال نمبر ۱۵ کے تحت لکھا ہے کہ :- حِفْظُوا عَلٰی الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوٰۃ

سوال نمبر ۱۵ کے تحت لکھا ہے کہ :- حِفْظُوا عَلٰی الصَّلٰوٰتِ وَالصَّلٰوٰۃ (البقرہ ۲۳۸) یعنی تمام نمازوں کی عموماً اور درمیانی نماز کی خصوصاً حفاظت کرو اور اللہ کے آگے قنوت میں کھڑے رہو۔ یہ حکم قرآن مجید میں موجود ہے لیکن جب ہم کسی سنی المذہب کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں قنوت میں کھڑا نظر نہیں آتا۔ بتائیے۔ آپ کی نماز قرآن کے مطابق کیوں نہیں پڑھی جاتی؟ واضح ہو کہ حکم قرآن کی تنسیخ صرف آیت قرآنی سے ہو سکتی ہے؟

الجواب :- یہ سوال بھی برائے سوال ہی نمبر شماری کے لئے پیش کیا گیا؟

کیا اس سوال کی عبارت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا عمل قرآن کے اس حکم کے خلاف ہے؟ سائل کو چاہیے تھا کہ وہ پہلے قرآن کی آیت میں قننت ہونے کا مطلب بیان کرتے۔ اس کے بعد ثابت کرتے کہ اہل سنت اسکے مخالف ہیں؟ جب سوال ہی واضح نہیں تو جواب کس بات کا دیا جائے؟

آپ حضرات کو امام مہدی ہادی آخر الزمان بن حسن العسکری کی غیبت پر اعتراض ہے۔ بتائیے۔ شیطان غائب ہے یا ظاہر؟ اگر غائب ہے تو معلوم ہوا کہ وہ عالم غیبت میں گمراہی پھیلاتا ہے لہذا جواب دیجئے کہ جب عالم غیبت میں گمراہی پھیلانی جا سکتی ہے تو ہدایت کا سلسلہ کیوں جاری نہیں رہ سکتا۔؟

سائل نے امام مہدی کے ہادی ہونے کے لئے مثال الجواب بھی خوب پیش کی ہے یعنی شیطان کی۔ ما شاء اللہ۔ (ب) اگر ہدایت پھیلانے کا یہی مطلب ہے تو پھر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی ہدایت امام مہدی کی طرح غائب رہ کر کیوں نہیں کی؟ جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام گذرے ہیں انہوں نے اپنے اپنے دور نبوت و رسالت میں ان لوگوں کے سامنے اگر تبلیغ و ہدایت فرمائی ہے جن کی اصلاح و ہدایت کے لئے انکو مبعوث کیا گیا تھا۔ کیا کسی ایسے پیغمبر علیہ السلام کا آپ ثبوت پیش کر سکتے ہیں جو امت سے مخفی رہ کر ہدایت کا فریضہ ادا کرتا رہا ہو۔ یہاں آپ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال نہیں پیش کر سکتے جو آسمانوں پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہوں گے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے تبلیغ رسالت کے دور میں مخفی نہیں رہے۔ اور پھر جب آپ دجال کو قتل کرنے کا فریضہ ادا کرینگے تو آپ اس وقت سب لوگوں کے سامنے ظاہر ہونگے نہ کہ مخفی۔

(ج) فرمائیے اگر شیعوں کے نزدیک امام مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں خلیفہ اور امام ہیں تو تبلیغ و جہاد کے فرائض کی بجا آوری میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے کیوں محروم ہیں؟ خلیفہ رسول تو وہ ہے جو بالفعل نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے تبلیغ و ہدایت اور جہاد کرے۔ نہ وہ کہ ایک فرضی وجود کی طرح صدیوں سے غائب ہو۔ اور امت کفر و الحاد کے اندھیروں میں بھٹکتی رہے۔ اور اگر امام و خلیفہ ہونے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس کی دعوات برکات ہی کافی ہیں۔ تو پھر کیا اس مقصد کے لئے شیعوں کے نزدیک اپنی اپنی قبروں میں سابقہ گیارہ اماموں کا وجود کافی نہیں ہے؟ کیا آپ کسی معتبر تاریخی حوالے سے یہ بتا سکتے ہیں اور

سوال نمبر ۵ ثابت کر سکتے ہیں کہ جب حضرات شیخین نے جنازہ رسول بلا دفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو انہوں نے حضرت علیؑ یا حضرت عباسؑ بن عبدالمطلب کو اپنے عزائم سے آگاہ کیا ہو۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ثبوت فراہم کریں۔

(۱) سقیفہ بنی ساعدہ میں تو فوری ضرورت کے تحت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہما نے گئے تھے جس کی

وجہ سے وہ ان حضرات سے مشورہ نہیں کر سکے۔

(۲) اب تو دیکھنا یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو غلیف تسلیم کیا ہے یا نہیں۔ اور آپ نے مسجد نبوی میں حضرت صدیق کی اقتداء میں نمازیں پڑھی ہیں یا نہیں؟ اور اگر شیعہ مذہب کی مستند کتابوں سے ہی یہ امر ثابت ہو جائے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت صدیق اکبر کی بیعت کی ہے اور ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھی ہیں تو پھر کسی اعتراض کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے اگر شیعہ علماء اس کا انکار کریں تو ہم ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید کے پانچویں پارے کی ابتدا میں آیت متعہ موجود ہے۔ آپکا پرچا ہے کہ متعہ زنا ہے۔ مہربانی کر کے آیت میں متعل لفظ متعہ کا ترجمہ اپنے معنوں میں کیجئے؟

(۱) یہ سوال ہی جاہلانہ ہے کیونکہ موجودہ قرآن میں تو کہیں لفظ **المتعہ** کا وجود نہیں۔ ہاں ایسے الفاظ قرآن مجید میں موجود ہیں جن میں مرتع کا مادہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً قُلْ تَسْتَعِبُّ كَفْرًا قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (سورۃ الزمر آیت ۵) وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَسْتَعْتَبُونَ وَ يَأْكُلُونَ مِمَّا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ (سورۃ محمد آیت ۱۲) سَرَبْنَا اسْتَنْتَعَرُ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ (سورۃ الانعام آیت ۱۲) اور فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً (سورۃ النساء آیت ۲۴) اور مسائل نے یہی آیت مراد لی ہے۔ لیکن اس میں لفظ متعہ نہیں بلکہ اسْتَمْتَعْتُمْ سے۔

اور اگر اس سے مراد وہ نکاح متعہ ہے جو شیعہ مذہب کی خصوصیت ہے اور وہ بغیر گواہوں کے بھی ہو سکتا ہے تو اس کا ثبوت ان کے ذمہ ہے۔ اور کوئی سستی عالم یہ نہیں کہتا ہے کہ لفظ متعہ کا ترجمہ زنا ہے جس کی بنا پر مسائل کا سوال صحیح قرار دیا جاسکے۔ ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ شیعہ مذہب میں جو متعہ ہے اور جو گواہوں کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ تو اس کی صورت زنا ہی کی ہے کیونکہ اس میں بھی دو مرد و عورت اپنی رضا مندی سے بغیر گواہوں کی شہادت کے مخفی طور پر شہوت رانی کر لیتے ہیں۔

(۲) اور اس متعہ کا ثواب بھی شیعہ مذہب میں بے نظیر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے ایک حدیث میں لکھا ہے کہ:-

مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّةً كَانَتْ لَهُ دَرَجَةٌ كَدَرَجَةِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَيْنِ فَكَدَرَجَةِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كَانَتْ لَهُ دَرَجَةٌ كَدَرَجَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَنْ تَمَتَّعَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَكَدَرَجَةِ كَدَرَجَتِي“ یعنی ہر کہ یکبار متعہ کند درجہ او چوں درجہ حسین علیہ السلام باشد و ہر کہ دو بار متعہ کند درجہ او چوں درجہ حسن علیہ السلام باشد و ہر کہ سہ بار متعہ کند درجہ او چوں درجہ علی بن ابی طالب علیہ السلام باشد و ہر کہ چہار بار متعہ کند درجہ او مانند درجہ من؛ (تفسیر منہج الصادقین جلد دوم ص ۳۹۳ مصنف ملا فتح اللہ کاشانی مطبوعہ تہران)۔

جو شخص ایک بار متعہ کرے اس کا درجہ مثل درجہ امام حسین ہوگا اور جو شخص دو بار متعہ کرے اس کا درجہ مثل امام حسن کے اور جو شخص تین بار متعہ کرے اس کا درجہ

مثل حضرت علی بن ابی طالب کے اور جو شخص چار مرتبہ متعہ کرے اس کا درجہ مثل میرے درجہ کے ہوگا“ العیاذ باللہ۔

فرمائیے: کیا شیعہ مذہب میں متعہ جیسا ثواب کسی اور عبادت پر بھی مل سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ جو حلال نکاح متفق علیہ ہے اس میں بھی یہ ثواب نہیں ملتا۔ اور نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج پر بھی اتنا ثواب مذکور نہیں ہے کیا عقل و ایمان کی بنیاد پر متعہ جیسے فعل کا اس قدر ثواب کہ اگر العیاذ باللہ چار بار متعہ کرے تو مثل رحمت للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کے اسکو درجہ نصیب ہو جائے۔ قابل تسلیم ہو سکتا ہے؟ اب آپ ہی شیعہ علماء و مجتہدین سے پوچھنے کی ہمت کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص چار سے زیادہ بار متعہ کرے تو اسکو کونسا درجہ نصیب ہوگا؟ ماشاء اللہ لا قوتہ الا باللہ۔

اگر رنگیلا رسول کے مصنف کو اس مسئلے کا علم ہوتا یا وہ شیعہ مذہب کو اسلام کا ترجمان سمجھتا تو کیا "رنگیلا رسول" میں اس مسئلہ متعہ اور اسکے منقولہ ثواب کی وضاحت کر کے مذہب کی دھجیاں نہیں اڑا سکتا تھا۔

(۲) اب ایک اور حیرت انگیز مسئلہ پیش خدمت کرتا ہوں۔ فروع کافی جلد ۱۹ مطبوعہ لکھنؤ میں روایت ہے :- عن ابی عبد اللہ علیہ السلام

جاءت امرأة الى عمر فقالت اني زينت فظميرني فامر بها ان ترجم فاحبريد لك امير المؤمنين صلوات الله عليه فقال كيف زينت فقالت مررت بالبادية فاصابني عطش شديد فاستسقيت اعرابيا فالي ان يسقيني الا ان امكنه من نفسي

فلما اجهدتني العطش وخفت على نفسي سقاني فامكنته من نفسي فقال امير المؤمنين عليه السلام تزويج ورتب الكعبة (ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت (حقیقہ) عمر کے پاس آئی اور کہا میں نے زنا کیا ہے۔ آپ مجھے پاک کریں۔ آپ نے اسکو سنگسار کر نیک حکم دیا۔ پس حضرت علیؑ کو اس بات کی خبر ملی تو آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تو نے کس طرح زنا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں ایک جنگلی میں جا رہی تھی کہ مجھے سخت پیاس لگی۔ ایک اعرابی (بدو) سے پانی مانگا تو اس نے کہا کہ اس شرط پر پانی دوں گا کہ تو میرے ساتھ ہم بستری کرے جب پیاس نے مجھ کو مجبور کیا اور مجھے موت کا خوف لاحق ہوا تو میں نے اس کو اپنے نفس پر قابو دیا (یعنی ہم بستری کی) اس پر امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے فرمایا۔ کہ رب کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہے؟“

اب آپ ہی شاہ صاحب فرمائیے کہ کیا یہ زنا نہ تھا؟ کیا اس پاک مذہب کی خاطر آپ سنی مذہب ترک کرنا چاہتے ہیں؟ یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ اس کتاب کی روایت ہے جو شیعہ مذہب میں سب سے زیادہ صحیح کتاب حدیث ہے۔ اور جس کے ٹائٹل پر حضرت امام مہدی صاحب کا یہ ارشاد لکھا ہوا ہے کہ آپ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا کہ ۱۔

هذا كتاب لشيعةنا (یعنی یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے) قرآن کی اس آیت کا نشان بتائیے جس میں حکم ہو

سوال نمبر ۱ کہ :- ماتم شبیر حرام ہے“

(۱) یہ سوال بھی جہالت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ میں مدعی الجواب شیعہ ہیں اور وہ ماتم شبیر کو عبادت قرار دیتے ہیں ثبوت تو مدعی کے ذمہ ہوتا ہے آپ شیعہ علماء سے قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت پیش کر نیکیا مطالبہ کریں جس سے ماتم شبیر کا عبادت ہونا صراحتاً ثابت ہو۔؟

ہم تو ماتم مروجہ کے افعال کو خلاف صبر قرار دیتے ہیں اور قرآن مجید میں صبر کر نیوالوں کو بشارت دی گئی ہے نہ کہ ماتم مروجہ کا ارتکاب کرنے والوں کو بشارت دی گئی ہے چنانچہ:-

قرآن مجید میں فرمایا ہے:- **وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ**۔ (اے ایمان والوں تم مدد حاصل کرو صبر اور نماز کے ذریعہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کر نیوالوں کے ساتھ ہے۔)

(۲) اور قرآن مجید کی آیات صبر اور رسول کریم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کے تحت ہی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمیشہ حضرت زینب کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ:- اے خواہگرنی تمکو میں قسم دیتا ہوں کہ میں جب شہید ہو کر بعالم بقار حلت کروں گریبان چاک نہ کرنا۔ اور منہ نہ نوچنا۔ واویلا نہ کرنا۔ پس اہل حرم کو فی الجملہ تسلی دلا سادیکر تہیہ سفر آخرت درست کیا الخ (جلار العیون مترجم مولفہ رئیس المحبین علامہ باقر مجلسی۔ جلد دوم ص ۱۷۸ مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور)۔

اور خود رسول کریم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت حضرت فاطمہ الزہراء کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ:- اے فاطمہ جب میں مر جاؤں۔ اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت سے نہ نوچنا اور اپنے کیسو پریشان نہ کرنا اور داویلا نہ کہنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ کر نیوالوں کو نہ بلانا۔ . . . (جلار العیون مترجم اردو جلد اول ص ۷۷ مطبوعہ لکھنؤ)

سید باقر حسین شاہ صاحب۔ اب آپ ہی شیعہ مذہب کے علماء اور مجتہدین سے یہ پوچھیں کہ وہ امام حسینؑ کی یادگار منانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امام حسینؑ کے صریح ارشادات کی کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ کیا شیعہ مذہب کی عبادت حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسینؑ کی مخالفت پر مبنی ہے؟

تفسیر اتقان جلد اول ص ۶ پر علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ **سوال نمبر ۶** حضرت عثمانؓ نے اقرار کیا کہ ان کے جمع کردہ قرآن میں غلطیاں ہیں۔ مگر ان کی تصحیح عرب خود ہی کر لیں گے۔ جواب دیجئے۔ اس قول کی موجودگی میں قرآن کو غلطیوں سے پاک ماننے کا عقیدہ آپ کے مذہب کے مطابق کس طرح درست ہوا۔؟

(۱) سائل پر لازم تھا کہ وہ اتقان کی اصل عبارت نقل الجواب کرتے۔ یا اس کا ترجمہ کسی سنی عالم کے حوالہ سے نقل کرتے تاکہ اس کے بعد اس عبارت پر تبصرہ کیا جاتا۔

(۲) اتقان میں تو یہ لکھا ہے کہ:- **الاجماع والنصوص المتزادفة**

على أنّ ترتيب الآيات في سورها بتوقيفه صلى الله عليه وسلم
وامره من غير خلاف في هذا بين المسلمين: "التقان جلد اول
ص ۳۲ مطبوع مصر) :- اجماع اور نصوص متواترہ سے یہ بات ثابت ہے کہ
قرآن مجید کی سورتوں میں آیات کی جو ترتیب ہے وہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے توفیقی ہے۔ اور اس میں مسلمانوں میں سے
کسی کا اختلاف نہیں ہے۔"

(۳) قرآن مجید جو صدیوں سے عالم اسلام میں موجود ہے۔ یہ اس قرآن
مجید کی نقل ہے جو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب
کر کے مملکت اسلامیہ میں پھیلا دیا تھا۔ اگر شیعہ مذہب کے علماء کے نزدیک
یہ صحیح ہے تو فہا اور نہ وہ صحیح قرآن مجید سامنے کریں۔

(۴) حضرت عثمان کے مرتبہ و مروجہ قرآن پر اعتراض کرنیوالے اپنے گھر کی بھی
خبر لیں۔ کیونکہ شیعہ مذہب کی احادیث سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو غضبناک ہو کر اصلی قرآن کو بھی امام غائب
کی طرح بالکل ہی غائب کر دیا تھا۔ چنانچہ اصول کافی ص ۶۱ پر یہ حدیث
درج ہے کہ :- عن سالم بن سلمة قال قرأ رجل على ابى عبد الله
عليه السلام وانا استمع حروفا من القرآن ليس على ما يقرأها
الناس فقال ابو عبد الله عليه السلام كف عن هذه القراءة اقرأ
كما يقرأ الناس حتى يقوم القائم فاذا قام القائم قرأ كتاب
الله عز وجل على حدة واخرج المصحف الذي كتبه على

عليه السلام الى الناس حين فرغ منه وكتبه فقال لهم هذا
كتاب الله عز وجل كما انزله الله على محمد صلى الله عليه
والله وسلم جمعته من اللوحين فقالوا هو ذا عندنا مصحف
جامع فيه القرآن لا حاجة لنا فيه فقال اما والله ما ترونه
بعد يومكم هذا ابداً انما كان على ان اخبركم حين جمعته
لتنقرواوه: اس روایت کا ترجمہ شیخ ادیب اعظم سید ظفر الحسن امر دہوکا
نے حسب ذیل لکھا ہے :-

راوی کہتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق)
علیہ السلام کے سامنے قرآن پڑھا میں کان لگا کر سن رہا تھا اس کی قراءت
عام لوگوں کی قراءت کے خلاف تھی۔ حضرت نے فرمایا اس طرح نہ پڑھو بلکہ
جیسے سب لوگ پڑھتے ہیں تم بھی پڑھو۔ جب تک ظہو قائم آل محمد نہ ہو جب
ظہو ہوگا تو وہ قرآن کو صحیح صورت میں تلاوت کریں گے اور اس قرآن کو
نکالیں گے جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لئے لکھا تھا اور فرمایا جب حضرت
علی جمع قرآن اور اسکی کتابت سے فارغ ہوئے تھے تو آپ نے اس کو
حکومت کے سامنے پیش کر کے فرمایا یہ ہے کتاب اللہ جس کو میں نے اس
ترتیب سے جمع کیا ہے جس طرح حضرت رسول خدا پر نازل ہوئی تھی میں
نے اس کو دو لوحوں (لوح دل اور لوح مکتوب) سے جمع کیا ہے انہوں نے
کہا ہمارے پاس جامع قرآن موجود ہے ہمیں آپ کے قرآن کی ضرورت
نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ بخدا اس کے بعد اب تم کبھی اسکو نہ دیکھو گے

میرا فرض ہے کہ میں تم کو اس سے آگاہ کروں تاکہ تم اس کو پڑھو“ (شانی اصول ترجمہ کافی جلد دوم کتاب فضل القرآن ص ۶۳)۔

ترجمہ میں شیخ ادیب اعظم نے جو یہ لکھا ہے کہ :- اس قرآن کو نکالینگے جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لئے لکھا تھا۔ یہ الفاظ کہ اپنے لئے لکھا تھا۔ روایت میں نہیں ہیں۔ یہ مطلب ادیب صاحب نے اپنی طرف سے بڑھالیا ہے تاکہ اہل سنت کو یہ جواب دیا جائے کہ حضرت علی نے جس قرآن کو غائب کیا تھا وہ انہوں نے صرف اپنے لئے لکھا تھا اس لئے قابل اعتراض نہیں۔ لیکن یہ توجیہ بھی غلط ہے کیونکہ اگر اپنے لئے لکھا تھا تو پھر لوگوں پر پیش کیوں کیا تھا: اور خود روایت کے ان الفاظ سے کہ ”لِتَقْرَءُوهُ“ (تاکہ تم اسکو پڑھو) یہی ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں کے پڑھنے کے لئے لکھا اور پیش کیا تھا علاوہ ازیں ادیب اعظم نے ترجمہ میں لکھا ہے :- ”اسکو حکومت کے سامنے پیش کر کے فرمایا“ حالانکہ روایت میں حکومت کا لفظ نہیں بلکہ الناس کا لفظ ہے جس سے عام لوگ مراد ہیں شاید مترجم صاحب نے اس لئے حکومت کا لفظ لکھ دیا ہے تاکہ لوگ اس وقت کی حکومت و خلافت سے بدظن ہو جائیں کہ انہوں نے حضرت علیؑ کے لکھے ہوئے قرآن کو قبول نہیں کیا تھا۔ بہر حال اصول کافی کی اس حدیث سے واضح ہوتا کہ اصلی اور صحیح قرآن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالکل ہی غائب کر دیا تھا۔

(۲) علامہ باقر مجلسی نے یہ روایت لکھی ہے کہ :- بعد چند روز کلام اللہ

ناطق یعنی جناب امیر نے قرآن کو جمع فرمایا اور جزو دان میں رکھ کر سر بہر کر دیا اور مسجد میں تشریف لا کر جمع ہا جرد انصار میں ندا فرمائی کہ اے گروہ مردمان جب میں دفن پیغمبر آخر الزمان سے فارغ ہوا بحکم آنحضرت قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوا اور جمیع آیات دسورہائے قرآنی کو میں نے جمع کیا ہے اور کوئی آیت آسمان سے نازل نہیں ہوا جو حضرت نے مجھے نہ سنایا ہو اور اس کی تاویل مجھے نہ تعلیم کی ہو۔ چونکہ اس قرآن میں چند آیات کفر و نفاق منافقان قوم و نص خلافت جناب امیر پر صریح تھے اس وجہ سے عمر نے اس قرآن کو قبول نہ کیا پس جناب امیر خشمناک اپنے حجرہ طاہرہ کی جانب تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اب قرآن کو تم لوگ تاظہر قائم آل محمد نہ دیکھو گے۔ (جلار العیون مترجم اردو جلد اول ص ۱۵۷ مطبوعہ لکھنؤ) ایضاً جلال العیون جلد اول مطبع انصاف پریس لاہور ص ۲۰۲) یہ بھی ملحوظ رہے کہ لکھنؤ کے ترجمہ میں تو یہ الفاظ ہیں :- اس وجہ سے عمر نے اس قرآن کو قبول نہ کیا۔ اور لاہور کے مطبوعہ ترجمہ میں یہ لکھا ہے کہ :- اس وجہ سے خلافت نے اس قرآن سے انکار کر دیا۔ بہر حال مندرجہ دونوں روایتوں سے بالکل واضح ہے کہ جو قرآن حضرت علیؑ نے جمع کر کے لوگوں کے سامنے پیش فرمایا تھا اس کو انہوں نے قبول نہ کیا اور دوسری روایت سے حضرت علیؑ کے جمع کردہ قرآن کی وجہ سے یہ بیان کر دی ہے کہ اس قرآن میں منافقین قوم کے کفر اور نفاق کے متعلق چند آیات صریح پائی جاتی تھیں اور حضرت علیؑ کی خلافت کے لئے بھی صریح آیات تھیں۔ اس لئے انہوں نے اس قرآن کو قبول نہ

کیا۔ اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو قرآن ان لوگوں کے پاس پہلے سے موجود تھا اس میں نہ ان منافقین کے خلاف تصریح پائی جاتی تھی اور نہ ہی اس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ان کی خلافت کے لئے تصریح موجود تھی۔ اور چونکہ آج بھی امت مسلمہ کے پاس ہی قرآن ہے جو حضرت عمرؓ اور اصحابِ خلافت کے پاس سوقت موجود تھا اس لئے اس قرآن میں حضرت علیؓ کی خلافت پر کوئی نص نہیں پائی جاتی۔ تو پھر شیعہ علماء اور مجتہدین موجودہ قرآن میں سے حضرت علیؓ کی خلافت و امامت کی نص کیونکر ثابت کر سکتے ہیں؟ اور یہی وجہ ہے کہ مولوی عبدالحکیم صاحب مشتاق نے اپنے رسالہ "میں شیعہ کیوں ہوا" میں اگرچہ دعویٰ ہی پیش کیا ہے کہ بارہ اماموں کی امامت قرآن سے ثابت ہے لیکن وہ اس قرآن میں سے بطور نص کوئی آیت پیش نہیں کر سکے۔ صرف وہی آیات پیش کی گئی ہیں جن میں اگلی امتوں اور ان کے پیشواؤں کا ذکر ہے۔ اگر اس قرآن میں حضرت علیؓ سمیت بارہ ائمہ کی امامت و خلافت کا کہیں ذکر کسی آیت میں پایا جاتا ہے تو پاکستان کا کوئی شیعہ عالم اور مجتہد ہمارے سامنے پیش کرے۔ ہاؤا بُرْهَانَكُمْ مِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

(۲) حسب حدیث اصول کافی جب حضرت علی المرتضیٰ نے اصلی اور صحیح قرآن کو غائب کر دیا تو وہ نہ معصوم ثابت ہو سکتے ہیں نہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیونکہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا

بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۗ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعِينُونَ
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُّوْنَا ۗ أُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَأَنَا
التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ (پ۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۶۰)۔

ترجمہ:- بیشک جو لوگ ان واضح بیانات اور ہدایت کو چھپاتے ہیں جن کو ہم نے نازل کیا ہے اس کے بعد کہ ہم نے ان واضح ہدایات کو اپنی کتاب میں لوگوں کی ہدایت کے لئے اکھلم کھلا بیان کر دیا ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور دوسرے لعنت کر نیوالے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کریں اور اصلاح کر لیں اور ان ہدایات کو ظاہر کر دیں تو ایسے لوگوں کی توبہ میں قبول کر لیتا ہوں اور میں بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ اس آیت میں ان لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنا واضح حکم بیان فرما دیا ہے جو اللہ کی کتاب میں نازل شدہ ہدایات کو چھپاتے ہیں اور ان کو لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے۔ تو فرمائیے کہ اگر حضرت علیؓ المرتضیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ انہوں نے غضبناک ہو کر اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ سارا قرآن ہی غائب کر دیا اور پھر اس کو امام غائب صدیوں سے اپنے پاس رکھ کر امت مسلمہ سے غائب کئے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ان کا کیا حال ہوگا العباد باللہ۔ اہل السنۃ والجماعت تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ انہوں نے صحیح اور اصلی قرآن کو غصہ میں گر چھپا دیا تھا لیکن جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اور حضرت امام مہدی کی مصدقہ کتاب اصول کافی میں جس کا ذکر ہے اور جو شیعہ علماء کے نزدیک سب

سے صحیح ترین کتاب ہے ان کے اس عقیدہ کی بنا پر حضرت علی المرتضیٰؑ کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے کہ ان کو خلیفہ بلا فصل ماننا امت مسلمہ پر لازم قرار دیا جائے۔

شاہ صاحب سمجھیں اور غور فرمائیں۔ کہ حضرات اہل بیت کی طرف منسوب کردہ اس مذہب کے کیسے کیسے عجیب و غریب عقائد و مسائل ہیں جس کی طرف امت مسلمہ کو دعوت دی جا رہی ہے۔

خلافت ثلاثہ کی تائید میں کثر آپ کی طرف سے قرآن مجید سوال نمبر ۲ کی آیت استخلاف سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کیا صحاح میں کوئی ایک بھی ایسی روایت ملتی ہے جو مرفوع و متواتر ہو۔ اور اسکے راوی تمام ثقہ ہوں جس میں اصحاب ثلاثہ میں کے کسی ایک نے دعویٰ کیا ہو کہ آیت استخلاف ہماری خلافت کی دلیل ہے۔ اگر کوئی ایسی روایت ہے تو اس شرط کے ساتھ مکمل نشانہی کر لیے کہ سلسلہ رواۃ میں سے کوئی ایک صاحب فرور موجود ہوں۔“

(۱) یہ سوال بھی برائے سوال ہے جس سے تحقیق مقصود

الجواب نہیں۔ کیونکہ ہمارا استدلال آیت استخلاف سے یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا ہے جو نزول آیت کے وقت موجود تھے اور ایمان اور عمل صالح سے متصف تھے۔ اور گو اس آیت میں نام کسی خلیفہ کا بھی نہیں ہے لیکن اگر خلفائے ثلاثہ کو اس آیت کا مصداق نہ قرار دیا جائے تو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد خلافت نبوت عطا کرنے کا وعدہ صحیح نہیں تسلیم کیا جاسکتا۔ کیونکہ اس حقیقت سے تو کوئی مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا کہ حضور تمام امتین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالترتیب حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین منصب خلافت پر متمکن ہوئے ہیں اور ان کے بعد چوتھے نمبر پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالفعل خلیفہ بنے ہیں اب اگر حسب عقیدہ شیعہ خلفائے ثلاثہ کو برحق خلیفہ نہ تسلیم کیا جائے تو یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکا اور بجائے مومنین کا بلین کے مستحق حضرات کی جگہ غیر مستحق افراد منصب خلافت پر قابض ہو گئے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت سے پہلے تقریباً ۲۴ سال کا طویل عرصہ کسی بالفعل خلیفہ سے خالی رہا۔ تو اس صورت میں کون صاحب عقل و ہوش مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا۔ اور جب اس وقت کی تمام امت مسلمہ اس حقیقت کا مشاہدہ کر رہی تھی کہ ان خلفائے ثلاثہ نے اپنے اپنے دور خلافت میں دین اسلام کو استحکام عطا کیا ہے اور غلبہ اسلام اس درجہ کا ہوا کہ قبصر و کسریٰ کی صدیوں کی طاغوتی طاقتوں کو ان خلفائے اسلام نے نیست و نابود کر دیا۔ تو اب ان حضرات کو اس بات کے اعلان کی کیا ضرورت تھی کہ آیت استخلاف کی پیشگوئی ہمارے حق میں ہی تھی۔ مثلاً ایک شخص آگے کھڑا ہے اور ہزاروں مسلمان اس کی اقتدار میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو اب اس امام کے لئے اس اعلان کی

کیا ضرورت ہے کہ لوگوں:۔ میں تمہارا امام ہوں اور میں نے تم کو نماز پڑھانی ہے۔

(۲) اور اگر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی یہ فرمادیں کہ آیت اختلاف کا مصداق فلاں ہیں تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق خلیفہ بلا فضل کا عقیدہ رکھنے والوں کے لئے خلفائے ثلاثہ کی خلافت راشدہ کے انکار کے لئے کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ چنانچہ بیچ البلاغۃ میں اس امر کی تصریح پائی جاتی ہے کہ فارس کی جنگ کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب بنفس خود تشریف لے جانے کے متعلق حضرت علی مرتضیٰ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا:۔

إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرًا وَلَا مَخْذَلًا لِأَنَّ بَيْتَهُ وَلَا بَقْلَةً وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي أَظْهَرَهُ وَجَنَدَهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَآمَدَّهُ حَتَّىٰ بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ طَلَعَ وَنَحْنُ عَلَىٰ مَوْعِدٍ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ مِنْجِمٌ وَعَدَهُ وَنَاصِرٌ حَتَّىٰ يَخْرُجَ

ترجمہ:۔ اس امر دین کی کامیابی اور ناکامی دفع و شکست (شکر کی کثرت و قلت پر موقوف نہیں ہے اور وہ اللہ کا دین ہے جس کو اُس نے غالب کیا ہے اور یہ اس کا لشکر ہے جس کو اس نے مہیا کیا ہے اور بڑھایا ہے حتیٰ کہ پہنچا جہاں تک کہ پہنچا اور طلوع ہوا جس حیثیت سے کہ وہ طلوع ہوا (اور دُور دُور تک پھیل گیا) اور ہم لوگوں سے اللہ کا ایک وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کی مدد کرنے والا ہے الخ۔

یہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے جس وعدے اور اس کے پورا کرنے کا ذکر فرمایا ہے یہ وہی ہے جو سورۃ النور کی زیر بحث آیت اختلاف میں مذکور ہے چنانچہ علامہ میثم بحرانی نے اپنی شرح نہج البلاغۃ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ارشاد کے تحت لکھا ہے کہ:۔ ثم وعدنا بموعده وهو النصر والغلبة والاستخلاف في الارض كما قال "وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ حَيْثُ مَكَانًا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ الْآيَةَ"۔ وكل وعد من الله فهو منجز لعدم الخلف في خبره " (نہج البلاغۃ: جلد ثالث ص ۱۹ مطبوعہ تہران) (ترجمہ) پھر اللہ نے جو ہم سے وعدہ فرمایا ہے وہ نصرت۔ غلبہ۔ اور ملک میں خلیفہ بنانے کا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا اس آیت میں وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ حَيْثُ مَكَانًا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور اللہ تعالیٰ کا ہر وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے کیونکہ اس کی دی ہوئی خبر کے خلاف کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

حضرت علی المرتضیٰ کے اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ آپ آیت اختلاف

لے مشہور شیعہ مفسر نے اس آیت اختلاف کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے:۔ ان سب لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے۔ اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور انکو اس زمین میں جانشین بناؤں گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو جانشین بنایا تھا اور ضروران کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کر لیا ہے ان کی خاطر پائیدار کر دے گا اور ضرور انکے خوف کو ان سے بدلے گا۔ اس وقت وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کریں گا پس نافرمان وہی ہیں" (ترجمہ مقبول)

کا مصداق حضرت عمر فاروق کی خلافت کو قرار دیتے تھے اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ نے غزوہ روم میں بھی حضرت عمر فاروق رض کو مشورہ دیا ہے جس سے حضرت فاروق کا حضرت علی المرتضیٰ کے نزدیک خلیفہ برحق ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن بخوف طوالت اس عبارت کو ہم یہاں پیش نہیں کرتے اور یہ بھی ملحوظ ہے کہ بیچ البلاغہ حضرت علی المرتضیٰ کے ان خطبات کا مجموعہ ہے جن کے متعلق شیعہ علماء یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ لفظ بلفظ حضرت علی رض کے ہی ارشادات ہیں۔ اگر اپنی مستند کتابوں سے بھی شیعہ علماء حضرت علی المرتضیٰ کا ارشاد تسلیم نہیں کرتے تو پھر انکا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے۔ واللہ اعلم

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے: کہ افعال
سوال نمبر ۲ قبائح کو قدرت و تمکین بندے پر بخشنا اسی (خدا) کا کام ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ) جب ہم اس جملے کا تجزیہ کرتے ہیں تو نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اہل سنت صدور برائیوں کا باری تعالیٰ سے تجویز کرتے ہیں۔ اس تجویز سے ذات خداوندی کی بے ادبی ظاہر ہوتی ہے عقلاً جواب دیں کہ یہ عقیدہ کیونکر معقول ہے؟

(۱) سائل نے تحفہ اثنا عشریہ مترجم اردو سے یہ عبارت
الجواب نقل کی ہے حالانکہ اس میں کتابت کی غلطی پائی جاتی ہے لیکن سائل نے بلا فہم اس کو سوال میں نقل کر دیا ہے اگر وہ اتنی فہم رکھتے تو اس رد و عبارت کی تصحیح کر لیتے اب بھی ان پر لازم ہے کہ وہ صحیح عبارت پیش کریں۔

(۲) اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: **قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ**۔ آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی واحد اور غالب ہے؟ (پارہ ۱۳ - سورۃ الرعد ۲)

(ب) اللہ تعالیٰ نے ہی اچھی یا بری چیز کو پیدا کیا ہے مثلاً ابلیس کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے اور خنزیر کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔ اگر شیطان کا بھی یہی عقیدہ ہے تو پھر اگر کوئی غیر مسلم یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان اور خنزیر کو کیوں پیدا کیا ہے اور یہ کہے کہ اس مجسمہ شتر مخلوق کو پیدا کرنے کی وجہ سے یہ لازم آتا ہے کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ میں شر پائی جاتی ہے تو شیعہ علماء اس کا کیا جواب دینگے۔

(۲) اور جب ہر چیز کا خالق (پیدا کرنے والا) اللہ ہے۔ تو خیر و شر بھی تو مخلوق ہیں۔ اگر مخلوق ہیں تو ان کا خالق بھی اللہ ہی ہے۔ اور اگر یہ مخلوق نہیں ہیں تو کیا خیر و شر کو شیعہ علماء خالق تسلیم کرتے ہیں۔ ہر انسان کے فعل کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس حقیقت کا اعلان بھی خود اُس نے قرآن حکیم میں کر دیا ہے چنانچہ فرمایا: **وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَحْمِلُونَ** (پارہ ۲۳ - سورۃ الصفہ ۳۶) اور اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اس کو بھی (اس نے پیدا کیا ہے) یہ قول دراصل امام الموحیدین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے۔ جو بالکل حق ہے۔ اور

اسی کے مطابق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ اور حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں اس مسئلہ کی مدلل وضاحت فرمادی ہے۔ اور اگر سائل اس کے سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ خلق قبیح قبیح نہیں ہے بلکہ کسب قبیح قبیح ہے۔ اور اگر سائل صاحب خلق اور کسب میں فرق نہیں کر سکتے تو ایسے علمی مسائل میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے؟

(۳) اگر شیعہ انسان کے افعال و اعمال کا خالق اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے تو انکے افعال کا خالق کون ہے؟ اگر خود وہ انسان ہے تو وہ اس پہلو سے خالق بن گیا۔ جس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر انسان من وجہ خالق ہے تو پھر ایک خالق تو نہ رہا بلکہ شیعہ عقیدہ کے تحت بی شمار خالق ہوں گے۔
العیاذ باللہ۔

(۴) ایک انسان چوری کرتا ہے تو یہ اس کا کسب ہے جس کی بناء پر اس کو شرعاً چوری کے جرم کی سزا دجائیگی لیکن جس ہاتھ سے اس نے چوری کی ہے اس میں قوت رکھنے والا کون ہے صرف ایک اللہ۔ تو اعتراض تو یہاں بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس چور کے ہاتھ کو کیوں طاقت دی تھی اسکو دیکھنے، سننے اور چلنے پھرنے کی کیوں قوت عطا کی تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو یہ جسمانی قوتیں نہ عطا کرتا تو وہ چوری نہیں کر سکتا تھا۔ تو کیا اس بنا پر اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ مگر نہیں۔

(۵) سائل صاحب کو بجائے اہل سنت کے ایک صحیح عقیدہ پر اعتراض کرنے

کے اپنے مذہب کے مشہور عقیدہ بد پر غور و فکر کرنا چاہیے تھا جس سے اللہ تعالیٰ کا العیاذ باللہ جاہل ہونا لازم آتا ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس عقیدہ بد پر بھی حسب مقام تبصرہ کر دیا جائیگا۔ یہاں صرف توجہ دلا دی ہے۔ آپ حضرات خود کو سنی یا اہل سنت والجماعت کہلاتے سوال نمبر ۱ ہیں۔ براہ مہربانی کتب صحاح ستہ میں کوئی ایسی روایت دکھائیے۔ جس میں ابو بکر۔ عمر۔ عثمان میں سے کسی ایک نے بھی یہ کہا ہو کہ میں سنی ہوں یا میرا مذہب اہل سنت والجماعت ہے۔ حوالہ مکمل دیجئے اور پیش کردہ روایت کی توثیق بھی تحریر فرمائیے۔

(۱) یہاں تو مولوی عبدالکیم صاحب متاق نے حدیث سے الجواب اہل سنت ہونے کا مطالبہ پیش کیا ہے لیکن انہوں نے اپنے رسالہ میں شیعہ کیوں ہوا کے آخر میں مذہب اہل سنت والجماعت پر جو نمبر وار لیکچر سوالات وارد کئے ہیں اس میں پہلا سوال یہ ہے کہ: آپ کے مذہب کا نام سنی یا اہل سنت یا اہل سنت والجماعت ہے۔ قرآن کی اس آیت کا نشان دیجئے جہاں آپ کے مذہب کا نام مذکور ہو؟ گویا کہ شیعہ سائل صاحب کا یہ مطلب ہے کہ اگر قرآن مجید میں یا کسی حدیث میں اہل سنت یا اہل سنت والجماعت کے الفاظ کا ثبوت نہیں ملتا۔ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مذہب اہل سنت برحق نہیں ہے۔ اور پھر سائل موصوف نے نمبر شمار بڑھانے کے لئے اسی ایک سوال کو مختلف اجزاء میں پھیل کر اس کے دس عدد سوالات بنا دیئے ہیں۔ حالانکہ ان کی

یہ روش صرف سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ہے جس کا تحقیق حق یا تبلیغ حق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر اس قسم کے سوالات کی بنا پر کسی مذہب کے حق اور باطل ہونے کا فیصلہ کیا جائے تو پھر شیعہ مذہب کی حیثیت تو بالکل ختم ہو جائیگی۔

(۱) مثلاً شیعہ مذہب میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؑ سے لیکر امام غائب حضرت مہدیؑ تک بارہ امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مثل انبیائے کرام کے نامزد ہیں اور وہ انبیائے سابقین حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام سے بھی افضل ہیں۔ اور شیعوں کے نزدیک اصول دین پانچ ہیں۔ توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ قیامت۔ ملاحظہ ہو۔ تحفہ العزم حصہ اول ص ۳ مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۳۱ء) اور مولوی عبد الکریم صاحب مشاق نے بھی اپنے رسالہ میں شیعہ کیوں ہوا؟ ص ۳ پر لکھا ہے :- مذہب شیعہ کے مطابق اسلام کی اساس مندرجہ ذیل پانچ اصولوں پر ہے۔

(۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت و رسالت (۴) امامت (۵) قیامت۔ لیکن موجودہ قرآن مجید میں جہاں توحید و رسالت اور قیامت کا جا بجا ذکر ملتا ہے وہاں امامت کا مثل نبوت و رسالت کے کہیں ثبوت نہیں ملتا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ایمانیات میں امامت اور اماموں پر ایمان لانے کا کسی آیت میں بھی کوئی حکم نہیں پایا جاتا مثلاً فرمایا :- اَمِّنَ الرَّسُولُ بِمَا اُنزِلَ

اَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ اَمَّنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ (سورۃ البقرہ ۵ کو ۶۰) ترجمہ - رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس (وحی) پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس نازل کی گئی ہے۔ اور مومنین بھی (اس پر ایمان رکھتے ہیں) سب کے سب ایمان رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اسکے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اسکے رسولوں کے ساتھ)

یہاں ملائکہ اور رسل پر ایمان لانے کا تو ذکر واضح ہے لیکن امامت اور اللہ پر ایمان لانے کا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ نشان بھی موجود نہیں ہے۔ (۲) لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوا وُجُوْكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اَمَّنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالرَّسُوْلِينَ (البقرہ ۱۷۷) ترجمہ - یہ پوری نیکی نہیں ہے کہ تم اپنے مونہوں کو مشرق یا مغرب کی طرف کر لو لیکن کامل نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر ایمان رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر۔

اس آیت میں بھی انبیاء۔ ملائکہ وغیرہ پر ایمان رکھنے کا ذکر تو صراحتاً پایا جاتا ہے۔ لیکن اس میں امامت اور ائمہ کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ شیعہ علماء اس قرآن عظیم میں کوئی ایسی آیت ثابت کر دیں جس میں مومنین کے لئے مثل انبیاء و رسل کے امامت اور ائمہ پر ایمان لانے کا حکم یا ذکر موجود ہے۔

عقیدہ شیعہ مثل انبیاء کے ایمان لانا واجب ہے تو اگر اہل سنت یا اہل سنت و الجماعت کے الفاظ قرآن مجید میں نہ موجود ہوں تو یہ کیونکر محل اعتراض بن سکتا ہے۔

(۵) لفظ شیعہ کا گو قرآن مجید میں مذکور ہے لیکن اکثر مذہبوں میں پایا جاتا ہے مثلاً (۱) اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْ اَهْلَهَا شِيْعًا (پارہ ۲۰ سورۃ القصص رکوع ۱) شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد بلوی نے اس آیت کا ترجمہ یہ لکھا ہے:-

بیشک فرعون اس سرزمین میں غالب تھا اور اسکے باشندوں کو اس نے کئی گروہ بنا دیا تھا۔ لفظ شیعاً جمع شیعۃ کی ہے بمعنی گروہ۔ اگر شیعہ کوئی مذہبی اصطلاح ہے جیسا کہ شیعہ علماء دعویٰ کرتے ہیں تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ شیعوں کا بانی فرعون ہے۔

(۲) فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيْطٰنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ كُنَّا عَنْ كُلِّ سِيْعَةٍ اَبْهَمًا اَشَدُّ عَلٰى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۝ (پارہ ۱۴ سورہ مریم رکوع ۵) سو قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان کو (اسوقت) جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی۔ پھر انکو دوزخ کے گرد گرد گھٹسوں کے بل رگلا ہوا حاضر کریں گے پھر ضرور ہم ہر گروہ میں سے ان کو الگ کریں گے جو خدا کے برخلاف زیادہ ہیکڑی کرنیوالے تھے۔ (ترجمہ مقبول)

اور اگر شیعہ کوئی مذہبی اصطلاح ہے تو پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس آیت کے تحت قیامت میں ہر شیعہ کو جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔ ؟

از روئے لغت لفظ شیعہ کا معنی گروہ یا پیروکار کے ہیں۔ اور قرآن مجید میں کہیں بھی کسی مذہبی نام کے طور پر لفظ شیعہ کا استعمال موجود نہیں ہے۔ لیکن شیعہ عموماً یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے اور قرآن میں ان کے شیعہ ہونے کا ذکر حسب ذیل آیت میں ہے۔

وَ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهِ لَبَرٰهِيْمَ (پ۲ سورۃ الصافات ۲۶) (ترجمہ) اور یقیناً ابراہیم بھی ان (یعنی حضرت نوح) ہی کے پیروں میں سے تھے۔ (ترجمہ مقبول)۔

کیا اس ترجمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیت میں لفظ شیعہ کسی مذہبی نام کے طور پر استعمال ہوا ہے جس کی بنا پر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے۔

(ب) اگر بالفرض مذہبی نام کی حیثیت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے۔ تو پھر تو آپ کی ملت کی پیروی کی بنا پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شیعہ ماننا چاہیے لیکن کیا شیعہ مجتہد قرآن یا حدیث سے ثابت کر سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں شیعہ ہوں؟ اور کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا ہو کہ میں شیعہ ہوں۔ سائل پر لازم تھا کہ وہ پہلے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں قرآن یا حدیث صحیح سے یہ ثابت کرتے کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہم شیعہ ہیں اور پھر اہل سنت و الجماعت سے یہ مطالبہ کرتے کہ:- براہ مہربانی کتب صحاح ستہ میں کوئی ایسی روایت دکھائیے جس میں ابوبکر۔ عمر

عثمان میں سے کسی ایک نے بھی یہ کہا ہو کہ: میں سُستی ہوں یا میرا مذہب اہل السنّت والجماعت ہے؟

(۶) اور شیعہ علماء اپنے مذہب کے ثبوت کے لئے جو یہ روایت پیش کرتے ہیں اور مولوی عبد الکریم صاحب مشاق نے بھی یہی روایت پیش کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انْتَ وَ شِيعَتُكَ هُمُ الْفَائِزُونَ (اے علی تو اور تیرے شیعہ جنتی ہیں)۔ (میں شیعہ کیوں ہوا ص ۳۷) قطع نظر اس کے کہ یہ روایت عقائد کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہے یا نہیں ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی شیعہ عالم و مجتہد علم و دیانت کی بنا پر کہہ سکتا ہے کہ اس روایت میں لفظ شیعہ کسی مذہبی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہاں بھی لفظ شیعہ لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی اے علی آپ اور آپ کی پیروی کرنے والے آخرت میں کامیاب ہونگے، اور اگر اس طرح کی روایت کو موجودہ شیعہ اپنے لئے جنت کا ٹکٹ سمجھتے ہیں تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکاروں کو جنتی تسلیم کرنا پڑیگا چنانچہ فرورع کافی جلد ثالث کتاب الروضہ ص ۹۹ میں ہے:۔ یُنَادِیْ مَنَادٌ اَلَا اِنَّ فُلَانَ بِنِ فُلَانٍ وَ شِيعَتَهُ هُمُ الْفَائِزُونَ اَوَّلَ النَّهَارِ وَ یُنَادِیْ اٰخَرَ النَّهَارِ اَلَا اِنَّ عِثْمَانَ وَ شِيعَتَهُ هُمُ الْفَائِزُونَ“ ایک پکارنے والا دن کے اول حصّہ میں پکارتا ہے کہ فلان بن فلان اور اسکے پیروکار کامیاب ہونے والے ہیں (یعنی جنتی ہیں) اور دن کے آخری حصّہ میں پکارتا ہے کہ عثمان اور ان کے پیروکار کامیاب ہونے والے ہیں (یعنی جنتی ہیں)

کیا شیعہ فرورع کافی کی اس حدیث کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے گروہ اور پیروکاروں کو جنتی مان لیں گے؟ (۷) مولوی عبد الکریم صاحب مشاق نے اپنے رسالہ "میں شیعہ کیوں ہوا" ص ۱۱ پر لکھا ہے:۔ مذہب شیعہ امامیہ "ص ۲۱ پر لکھا ہے۔ مذہب شیعہ اثنا عشریہ۔ اور ص ۳۳ پر لکھا ہے:۔ مذہب شیعہ کے علاوہ کسی مذہب کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ آل محمد کا مذہب ہے" اور ص ۱۱ پر لکھا ہے:۔ سوائے مذہب اہل بیت کے اس عقیدہ کو کسی دوسرے مذہب نے اپنے اصول دین میں جگہ نہیں دی۔ تو ہمارا سوال یہ ہے کہ شیعوں کے متعدد فرقے ہیں جن میں سے امامیہ اثنا عشریہ فرقہ بھی ہے اور پاکستان میں عموماً شیعہ علماء فرقہ امامیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور سائل صاحب بھی فرقہ امامیہ کو برحق مانتے ہیں۔ تو ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا شیعہ علماء قرآن مجید سے مذہب شیعہ امامیہ۔ مذہب شیعہ اثنا عشریہ مذہب آل محمد اور مذہب اہل بیت کے الفاظ ثابت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیا حدیث صحیحہ سے مذہب شیعہ امامیہ اور مذہب اثنا عشریہ وغیرہ کی اصطلاح کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ اور کیا قرآن مجید سے آل محمد کے الفاظ کا کہیں ثبوت مل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر آئے دن عوام شیعہ کو مطمئن کرنے اور عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کے لئے یہ کیوں پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ قرآن یا حدیث سے سُستی۔ اہل سنت اور اہل السنّت والجماعت کے الفاظ کا ثبوت نہیں ملتا۔

علاوہ ازیں ماتم و سینہ کو نبی کریمؐ والوں اور خاص فنکاری کے تحت زنجیر زنی کر نیوالے مجاہدین کو ماتمی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے تو کیا ماتمی کا لفظ اور اس مخصوص اصطلاح کا بھی ثبوت مل سکتا ہے۔

(۸) شیعہ احادیث سے ثابت ہے کہ اہل تشیع کا اصلی نام جو اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمایا ہے وہ رافضی ہے۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ صحیح ترین کتاب حدیث فرورع کافی کتاب الروضہ صلا میں ابو بصیر کی روایت میں ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق کی خدمت میں یہ شکایت پیش کی کہ مخالفین ہم کو رافضی کے نام سے پکارتے ہیں جس سے ہم دل شکستہ ہو گئے ہیں تو امام جعفر صادق نے ان کو تسلی دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ — لَا وَاللَّهِ مَا هُمْ سَمَوْكُمْ بِلِ اللَّهِ سَمَّاكُمْ —

خدا کی قسم مخالفین نے نہیں بلکہ خدا نے ہمارا یہ نام یعنی رافضی رکھا ہے۔
تو جب حسب ارشاد امام صادق اللہ تعالیٰ نے ان کا نام رافضی رکھا ہے تو شیعہ علماء پر لازم ہے کہ قرآن سے اپنا نام رافضی ثابت کریں اور پھر ہم سے مطالبہ کریں کہ اہل سنت کا نام قرآن سے ثابت کریں۔ کوئی سے روئے زمین پر ایسا شیعہ عالم و مجتہد جو رافضی کا نام قرآن سے ثابت کر سکے؟

اہل سنت والجماعت
اہل سنت والجماعت سے مراد وہ مسلمان ہے جو سنت رسول اور جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننے والا ہے۔ بیشک اللہ کے دین

کا نام اسلام ہے جس کی بنا پر اسلام پر ایمان لانے والوں کو مسلم مسلمان اور اہل اسلام کہا جاتا ہے۔ اور شیعہ علماء بھی بوجہ دعویٰ اسلام کے اپنے آپ کو مسلم مسلمان اور اہل اسلام کہتے ہونگے۔ اور اسلام پر عقیدہ رکھنے کی بنا پر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں مسلم ہوں یا میں مسلمان ہوں یا میں اہل اسلام میں سے ہوں تو کیا کوئی صاحب عقل و ہوش انسان اس پر اعتراض کر سکتا ہے کہ تو قرآن میں مسلمان یا اہل اسلام کے الفاظ کا ثبوت پیش

کر دے تو مسلمان ہے اور تیرا دین اسلام برحق ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حضور کی جماعت کا ثبوت موجود ہے تو اگر کوئی مسلمان سنت اور جماعت کو ماننے کی وجہ سے اپنے آپ کو سنتی۔ اہل سنت اور اہل سنت والجماعت کہدے تو بالکل صحیح ہے اور علم و دیانت کی روشنی میں اس کو مطعون نہیں کیا جاسکتا اور یہاں بوجہ اختصار کے بجائے کتب اہل سنت والجماعت کے شیعوں کی مستند کتاب نہج البلاغہ سے سنت اور اس کی اتباع کے لازمی ہونے کا ثبوت حضرت علی المرتضیٰ کے ارشاد سے ثابت کیا جاتا ہے تاکہ شیعہ علماء کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ قرآن مجید میں ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (پارہ ۵ - سورۃ النصارع ۸) شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے:۔

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول اور وایانِ امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں۔ پھر اگر کسی معاملے میں تم میں آپس میں جھگڑا ہو تو اسے اللہ اور اسکے رسول کی طرف پھیرو بشرطیکہ تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو“

اس آیت کے تحت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:- **فَرُدُّهُ إِلَى اللَّهِ أَنْ نَحْكُمَ بِكِتَابِهِ وَسَرُّدُهُ إِلَى الرَّسُولِ أَنْ نَأْخُذَ بِسُنَّتِهِ** (ہج البلاغہ: مطبوعہ تہران ص ۱۶۱) (ترجمہ) ”پس اس نزاع کو اللہ کی طرف پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کی کتاب (قرآن کے مطابق فیصلہ کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کو پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کی سنت پر عمل کریں“

تو جب حضرت علی المرتضیٰ نے قرآن کی مندرجہ آیت سے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا حکم ثابت کیا ہے تو جس مسلمان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ رضا خداوندی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اطاعت خداوندی نصیب ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ **مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ** (سورۃ النساء آیت ۸۵) یعنی جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی (تو اس نسبت سے اگر وہ اپنے آپ کو اہل سنت کہے تو اس پر کوئی علمی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ

اور سنت جامعہ ہی وہ مستقل واسطہ اور ذریعہ ہے جس سے قرآن ملتا ہے۔ قرب الہی کا مقام نصیب ہوتا ہے۔ جنت کا راستہ کھلتا ہے اور حق تعالیٰ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔ لہذا مسلمان کے لئے اعلیٰ اور اصل نسبت اہل سنت ہونے کی نسبت ہی ہے۔ سنی مسلمانوں نے اس نسبت کے ذریعہ اپنا رابطہ ایمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے ساتھ قائم کر لیا ہے اور یہی ان کے اہل حق ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن شیعہ فرقہ نے اہل سنت ہونے کا انکار کر کے اپنا ایمانی رابطہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے منقطع کر لیا ہے۔ ہم اپنی امتیازی نسبت اہل سنت ہونے کو افضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہیں اور اس کے بعد دوسرے درجہ پر جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی نسبت کا اقرار کرتے ہیں لیکن شیعہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کا اقرار نہیں کرتے بلکہ اس کا انکار کرتے ہیں اور اہل سنت کی نسبت پر اعتراض کرتے ہیں اور بجائے اس کے وہ اپنی نسبت صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ شیعہ سے مراد ہے شیعة علی یا شیعة علی یعنی حضرت علی کا گروہ یا ان کے پیروکار۔ بیشک ہم اہل سنت حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے درجہ پر برحق خلیفہ مانتے ہیں۔ جنتی مانتے ہیں جامع کمالات تسلیم کرتے ہیں اور ان کی عظمت شان میں تنقیص و توہین کو ایمان کے لئے خطرہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت علیؑ کے دشمن کے ہم دشمن ہیں۔ ان کی محبت کو ہم جزو ایمان تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن نسبت علیؑ سے

بہر حال نسبت رسول اور نسبت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اولیٰ اور برتر ہے۔ اگر شیعہ سنت رسول کی نسبت کا بھی اپنے امتیازی نام میں اظہار کرتے اور پھر دوسرے درجہ میں حضرت علی المرتضیٰ کی نسبت کا اقرار کرتے تو اور بات تھی لیکن اہل سنت ہونے کی نسبت کو اپنے امتیازی اور خصوصی نام میں بالکل ترک کر کے انہوں نے ارشاداتِ خداوندی مَن يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاع الله اور (۲) قُلْ لَنْ كُنْتُمْ نَجُوبُونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پارہ ۳ سورۃ آل عمران ع ۴) کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اس آیت کا ترجمہ مولوی مقبول احمد دہلوی نے یہ کیا ہے :- (اے رسول) کہد اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تا کہ اللہ تمہیں دوست رکھے (ترجمہ مقبول) (۲) اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کے اظہار و اعلان کے بعد ہم بجائے کسی ایک صحابی کے الجماعۃ کے لفظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام فیض یافتہ اور جنتی جماعت کے ساتھ اپنی ریشی نسبت کا اظہار کرتے ہیں جس میں حضرت علی المرتضیٰ سمیت چاروں خلفائے راشدین اور حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما اور دوسرے تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔ لہذا اہل سنت و الجماعۃ وہ جامع نسبت ہے جس میں صرف شیعہ علی کی نسبت سے بہر حال فوقیت اور برتری پائی جاتی ہے۔ اور سنت کے بعد جماعت کے تذکرہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امام الانبیاء والمرسلین رحمت للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے نہ صرف یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ قیامتاً چند افراد کا مل لایمان

اور جنتی بنائے گئے ہیں بلکہ ایک عظیم جماعت مومنین کو رضائے الہی کی اعلیٰ سندیں ملی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جانے والوں کو ایک امت بلکہ خیر امت سے خطاب فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے :- كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پارہ ۴ - سورۃ آل عمران ع ۱۱۶) مولوی مقبول احمد دہلوی شیعہ مفسر نے اس آیت کا یہ ترجمہ لکھا ہے :- جو امتیں ہدایت مردم کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ ان میں تم سب سے بہتر ہو۔ نبی کرنے کا حکم دیتے ہو اور بدی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو (ترجمہ مقبول)

از روئے احادیث شیعہ سنت و جماعت کی عظمت

(۱) شیعوں کے شیخ ابن بابوی قمی المعروف بہ شیخ صدوق مؤلف "من لا یحضرہ العقیقہ" اپنی کتاب جامع الاخبار میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ :- لَيْسَ عَلَيَّ مِنَ الْقَاتِ عَلَى السَّنَةِ الْجَمَاعَةِ عَذَابُ الْقَبْرِ وَلَا شِدَّةُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ (جو شخص سنت اور جماعت پر مرگیا اس پر عذاب قبر نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر قیامت کی سختی ہوگی)۔

(۲) اسی کتاب میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :- أَلَا وَمَنْ قَاتَ عَلَيَّ حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَى السَّنَةِ وَ الْجَمَاعَةِ (ص ۱۶۶) :- خبردار۔ جو شخص حُب آل محمد پر مرگیا وہ سنت

اور جماعت پر مرجحاً

فرمائیے۔ شیعہ مذہب کی مستند کتاب کی حدیث میں تو یہ لکھا ہے کہ حُبت آل محمد پر جس شخص کی موت آتی ہے وہ گویا سنت اور جماعت پر ہی مرتا ہے۔ لیکن اس کی خلاف مولوی عبدالکریم مشتاق وغیرہ شیعہ علماء ایک مستقل مہم چلا رہے ہیں کہ اہل سنت والجماعت ہونا ہی صحیح نہیں اور اہل سنت والجماعت العیاذ باللہ آل محمد سے دشمنی رکھتے ہیں۔

شیعہ مذہب کی مستند کتاب
حضرت علی المرتضیٰ اور اہل سنت

حضرت علی المرتضیٰ ایک دن جب بقرہ میں خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ:- یا امیر المومنین علیہ السلام اخبرنی من اهل الجماعة ومن اهل الفرقة ومن اهل البدعة ومن اهل السنة فقال - ويحك اما اذا سألتنني فافهم عني ولا عليك ان تسئل عنها احداً بخدي - اما اهل الجماعة فانا ومن اتبعني وان قلوا وذلك الحق عن امر الله تعالى وعن امر رسوله - واهل الفرقة المخالفون لي وللمن اتبعني وان كثروا واما اهل السنة فالمتمسكون بما سنه الله لهم ورسوله وان قلوا - واما اهل البدعة فالمخالفون لامر الله وليكاتبه ولا يسوله العاملون برأيهم واهواءهم وان كثروا - (الاحتجاج للطبرسی جلد اول ص ۲۲ مطبوعہ نجف اشرف)

اے امیر المومنین۔ آپ مجھے بتائیں کہ اہل جماعت۔ اہل فرقہ۔ اہل بدعت اور اہل سنت۔ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ تعجب ہے تجھ پر۔ اور جب تو نے مجھ سے یہ بات پوچھی ہے تو مجھ سے سمجھ لے اور اس کے بعد تجھ پر لازم نہیں ہے کہ میکے بعد یہ بات تو کسی اور سے دریافت کرے۔ لیکن اہل جماعت تو میں ہوں اور میکے پر وکار اگرچہ وہ کم ہوں۔ اور یہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم کے امر کے تحت حق ہے۔ اور اہل فرقہ وہ لوگ ہیں جو میری مخالفت کر نیوالے ہیں اور میری اتباع کر نیوالوں کے بھی مخالف ہیں اگرچہ وہ زیادہ ہوں اور لیکن اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے طریقے (حکم) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (طریقے) کو مضبوطی سے پکڑنے والے ہیں جو ان کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ تھوڑے ہوں اور لیکن اہل بدعت وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اسکی کتاب (قرآن) اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کر نیوالے ہیں اور صرف اپنی رائے اور خواہشات پر عمل کر نیوالے ہیں اگرچہ وہ زیادہ ہوں)۔
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے

اہل سنت اور اہل جماعت کی مدح اور تعریف ثابت ہوتی ہے اور اہل بدعت اور اہل فرقہ کی مذمت واضح ہوتی ہے۔

(ب) اور اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اہل سنت اور اہل جماعت ہونا مذہبی اصطلاحیں ہیں جو مطلوب ہیں۔

(ج) سائل کے سوال اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب سے بالکل اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اہل سنت وغیرہ کے نام اُس زمانہ میں

معروف و مشہور تھے۔ اور اہل حق کیلئے اہل سنت اور اہل جماعت کی مذہبی اصطلاحیں استعمال کی جاتی تھیں اور اسکے برعکس دور مرتضوی میں لفظ شیعہ بطور مذہب کے استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ ورنہ سائل شیعہ کی متعلق بھی سوال کرتا۔ اور اگر اس نے کسی وجہ سے اس کو نظر انداز کر دیا تھا تو پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے مسلمانوں کے اس مجمع میں اعلان فرمادیتے کہ حق فرقہ شیعہ کا ہے۔ اور میں بھی مذہباً شیعہ ہوں اور میرے متبعین بھی۔ لیکن حضرت خلیفہ برحق نے شیعہ مذہب کی طرف کوئی ادنیٰ اسلافی اشارہ بھی نہیں فرمایا۔ اور اس کے برعکس اہل سنت اور اہل جماعت کی پوری وضاحت سے حقانیت بیان فرمادی۔ لیکن آج کے شیعہ تو اہل سنت و جماعت کے نام سے ہی عناد رکھتے ہیں۔ یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ دور حاضر کے شیعہ حضرت علی المرتضیٰ کے تابع نہیں بلکہ مخالف ہیں۔ اور حضرت علی کے متبعین و متبعین اہل سنت و الجماعت ہیں جو سنت رسول و جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم دینی اور ایمانی نیتوں کے مبلغ اور محافظ ہیں اور اہل سنت اور اہل الجماعت ہونے کو ہی حسب ارشاد مرتضوی اپنے لئے جنت اور رضائے الہی کے حصول کا ذریعہ تسلیم کرتے ہیں۔

جب حضرت علی المرتضیٰ کے نزدیک امام حسینؑ اور اہل سنت نشانی ہے تو پھر آپ کے جگر پائے حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کیوں نہ اہل سنت ہونگے۔ چنانچہ میدان کربلا میں نواسہ رسول مقبول جگر گوشہ

بتول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے طویل خطبہ میں مخالفین پر اتمام حجت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ :- ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی ولا تخی انما سید شباب اهل الجنة و قرۃ عین اهل السنة (تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم ص ۶۳ مطبع بیروت)۔ ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی (حضرت حسنؑ) کے حق میں یہ فرمایا تھا کہ تم دونو جوانان اہل جنت کے سردار ہو اور تم دونو اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔

فرمائیے۔ مولوی عبدالحکیم مشتاق صاحب جیسے شیعہ مصنفین تو اہل سنت کے نام پر اپنے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں لیکن جن حضرات کا نام لے کر اپنی عزت بناتے ہیں ان کو تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف دور حسینی میں بلکہ دور رسالت میں بھی اہل سنت ہونیکے اصطلاح رائج تھی۔

(۱) حافظ ابن کثیر محدث سورۃ اہل السنۃ و الجماعت جلد ۱ ص ۱۱ کی آیت

یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ (یعنی قیامت کے دن کہ بعض کے چہرے سفید (روشن) ہونگے اور بعض کے چہرے سیاہ ہونگے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں

یعنی یوم القیامۃ حین تبیض وجوہ اهل السنة و الجماعۃ و تسود وجوہ اهل البدعۃ و الفرقة قالہ ابن عباسؓ (تفسیر ابن کثیر) یعنی حضرت عبدالرشید بن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ

قیامت کے دن جن لوگوں کے چہرے سفید اور روشن ہونگے وہ اہل سنت
والجماعت ہونگے اور جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہونگے وہ اہل فرقہ اور اہل بدعت
ہونگے۔

یہاں بھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے انہی چار قسموں کا انجام ذکر فرمایا ہے
جن کے متعلق حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے خطبہ میں ایک سائل کے جواب میں
تشریح فرمادی تھی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہی ارشاد حضرت قاضی
نثار اللہ صاحب محدث پانی پتی نے اپنی تفسیر منظرہ میں اور علامہ جلال الدین
سیوطی نے اپنی تفسیر درمنثور میں نقل کیا ہے۔

(۲) تفسیر درمنثور میں یہ بھی مذکور ہے :- عن ابن عمر عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ - یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌُ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌُ
قال تَبْيَضُّ وُجُوهُ اهل السنۃ و تَسْوَدُّ وُجُوهُ اهل البدعۃ
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے آیت یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌُ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌُ کے متعلق ارشاد
فرمایا تھا کہ قیامت میں اہل سنت کے چہرے سفید (نورانی) ہونگے اور اہل بدعت
کے چہرے کالے سیاہ ہونگے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ امام حسن مجتبیٰ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ بلکہ حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے جب اہل سنت والجماعت
کا جنتی ہونا ثابت ہو گیا اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے اہل سنت کی تائید
اور اہل بدعت کی تردید فرمادی اور اپنے دور کی مروجہ اصطلاحات میں

سے شیعہ کا مذہبی حیثیت سے اپنے بقرہ کے طویل خطبہ میں کسی قسم کا ذکر
ہی نہیں فرمایا تو اب کون اہل دین و عقل یہ کہنے کی جسارت کر سکتا
ہے کہ اصل مذہب شیعہ ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شیعہ مذہب
کے بانی ہیں اور حضرت علی المرتضیٰؓ اس کے مبلغ اور محافظ تھے اور گیارہ اماموں
نے شیعیت کی ہی تعلیم دی ہے اور امام مہدیؑ آخری امام شیعہ مذہب
ہی کے دفاتر سمیٹ کر کسی غار میں چھپے ہوئے ہیں جب قیامت میں
لوگوں کے سامنے جلوہ فرما ہونگے تو اصلی قرآن اور اصلی شیعیت سے امت
مسلمہ کو روٹنا س کر آئینگے۔ ظہور امام غائب سے پہلے جو چاہو کرو اور
جو چاہو کہو۔ امام کی غائبانہ سرپرستی میں سب کچھ مقبول ہے۔

گر ہمیں مذہب وہمیں غائب کار مومن تمام خواہد شد

سید باقر حسین صاحب سبزواری :- آپ نے

ہمارے تین سوال جو دس سوالات جناب مولانا سید محمد یعقوب
شاہ صاحب آف پھالیہ کو جواب کے لئے ارسال کئے تھے ہم نے ان کا
مدلل اور کافی و شافی جواب دیدیا ہے۔ آپ ہمارے جوابات پر بھی غور و
فکر کریں اور اپنے ہنجیال دو ہزار افراد کو اکٹھا کر کے ان کو بھی سنائیں۔
اور شیعہ علماء کے سامنے بھی رکھیں۔ اور اپنے تاثرات سے اس حنادیم
اہل سنت کو بھی مطلع فرمائیں۔ اب ہماری طرف سے بھی بطور نمونہ بعض سوالات
پیش کئے جاتے ہیں تاکہ مزید اتمام حجت ہو کر شیعہ مذہب کی اصلی تصویق
بے نقاب ہو جائے۔

(۱) مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق ان دنوں مذہب اہل سنت والجماعت پر سوالات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں جس کا مقصد بظاہر شیعہ مذہب کی حقانیت کا اظہار و پرچار ہے۔ چنانچہ اپنے رسالہ "میں شیعہ کیوں ہوا" کے پیش لفظ میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

رسالہ ہذا میں جہاں ناچیز نے اپنے کسی اعزہ و احباب کے استفہار کو کہ میں نے اپنا آبائی مذہب (اہل سنت والجماعت) کیوں ترک کیا؟ اور مذہب آمامیہ کن خصوصیات کی بنا پر قبول کیا؟ کا جواب لکھنے کی کوشش کی ہے وہاں یہ دعوت دے رہا ہوں کہ معیار علم پر تمام اماموں کو دیکھیں۔ واللہ اثمہ اثنا عشر کے علاوہ کوئی امام ایسا نہ ملے گا جو اسے حق فی العلم کا مصداق ہو۔ اور اسی رسالہ کے آخر میں نجات کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:-

اصول دین مذہب شیعہ کی روشنی میں ہم نے یہ ثابت کیا کہ مذہب شیعہ ہی ایسا مذہب ہے جو عین مطابق عقل و دانش اور مقصود قرآن و سنت ہے۔ اس کے علاوہ یہ دعویٰ ہمارے سوا کوئی بھی مذہب نہیں کر سکتا کہ ہمارے مذہب کے تمام احکام سائنٹیفک اور فطری ہیں جنہیں خلاف عقل ثابت نہیں کیا جاسکتا اس لئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دنیا میں صرف اور صرف شیعہ مذہب ہی قابل تقلید ہے۔ مذہب شیعہ کے علاوہ کسی مذہب کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ وہ آل محمد کا مذہب ہے۔ عقل یقیناً اعیان کی نسبت مذہب آل اظہار کی طرف راغب کرتی

ہے۔ (صفحہ ۳۶)۔

مولوی عبدالکریم صاحب کے سابقہ حالات زندگی کا ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں اور سنی مذہب کے کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور کتنا عرصہ وہ سنی رہے ہیں اور کن سنی علماء سے انکی عقیدت و اتباع کا تعلق رہا ہے۔ اور صرف اپنے مطالعہ کی بنا پر انہوں نے شیعہ مذہب اختیار کیا ہے یا کسی شیعہ مذہب کے عالم و مجتہد سے فیضیاب ہو کر انہوں نے سنی مذہب ترک کیا ہے۔ لیکن انہوں نے جو پر زور طور پر سنی مذہب کی مخالفت اور شیعہ مذہب کی تائید و نصرت کا طریق کار اختیار کیا ہوا ہے۔ اس کی بنا پر ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ وہ شیعہ مذہب اور شیعہ مذہب کے مجوزہ ائمہ معصومین (بارہ اماموں) کے شدید ترین دشمن میں اور شیعہ مذہب کو بدنام کرنے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک پورا زور خرچ کر رہے ہیں۔ اور ہمارے اس دعویٰ کے مختصر دلائل حسب ذیل ہیں:-

(۱) شیعہ مذہب کی تبلیغ و تشہیر ممنوع ہے اور جو شخص شیعہ ہونے کا مدعی ہو کر شیعہ مذہب کی تبلیغ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل اور رسوا کرتا ہے اور جو شیعہ اپنے دین و مذہب کی تبلیغ نہیں کرتا بلکہ اسکو چھپاتا ہے اس کو بارگاہ الہی میں عزت و وقار ملتا ہے۔ چنانچہ:-

(۱) شیعہ مذہب کی صحیح الکتب کافی میں یہ حدیث موجود ہے۔ عن سلیمان قال قال ابو عبد الله عليه السلام يا سليمان انكم

علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ (اصول کافی
 ۲۸۵ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۰۲ھ) (ترجمہ) فرمایا ابو عبد اللہ (یعنی امام
 جعفر صادق) علیہ السلام نے اے سلیمان تم اس دین پر ہو کہ جس نے (اس کو)
 چھپایا خدا نے اُسے عزت دی اور جس نے ظاہر کیا اللہ نے اسے ذلیل کیا۔
 (ثانی ترجمہ اصول کافی جلد دوم کتاب الایمان والکفر ص ۲۲۵ مطبوعہ کراچی)۔
 یہاں یہ ملحوظ ہے کہ کتاب کافی (جو اصول کافی اور فروع کافی کے حصول
 پر مشتمل ہے) شیعہ مذہب کے اصول و فروع کی سب سے زیادہ صحیح
 کتاب حدیث ہے جس کے ٹائٹل پر یہ لکھا ہوا ہے :- قال امام
 العصر و حجة الله المنتظر عليه سلام الله الملك الاكبر في حق
 هذا كافٍ لشيئتنا یعنی اس کتاب کافی کے حق میں امام منتظر یعنی امام
 غائب حضرت مہدی نے فرمایا ہے کہ یہ ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے۔
 اور کتاب کافی کے مؤلف اور مرتب شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی ہیں
 جو امام مہدی کی غیبت صغریٰ کے زمانہ میں ہوئے ہیں اور ان کا تعلق
 ان سفیروں سے رہا ہے جو امام غائب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے
 تھے۔ اور شیعوں اور امام غائب حضرت مہدی کے مابین یہی سفیر رابطہ
 کا کام دیتے تھے۔ شیعہ عقیدہ کے مطابق امام مہدی پیدائش کے بعد
 غائب ہو گئے تھے۔ اور ان کی غیبت صغریٰ کا زمانہ ۶۹ سال ہے جس
 میں چار سفیر یکے بعد دیگرے فریضہ سفارت سرانجام دیتے رہے

لہ اصول کافی کے اردو ترجمہ ثانی کے مصنف شیعہ ادیب اعظم مولوی ظفر الحسن صاحب
 امرہوی ہیں۔ جو متعدد کتابوں کے مشہور شیعہ مصنف ہیں۔ ۱۲

ہیں۔ چوتھے اور آخری سفیر کا نام علی بن محمد ہے۔ ۳۱۹ھ میں انکی وفات
 ہوئی ہے اور اسی سال مؤلف اصول کافی کا انتقال ہوا ہے۔ آخری
 سفیر علی بن محمد کی وفات کے بعد امام صاحب کی غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع
 ہوتا ہے جس میں کسی سفیر کا وجود نہیں رہا اور امام غائب اور شیعوں کا تعلق
 منقطع ہے۔ اور ۳۱۹ھ سے لیکر آج ۱۴۰۰ھ تک وہ امت مسلمہ سے بالکل
 غائب ہیں۔ شیعہ علماء و مجتہدین ان کے ظہور کی دعائیں کرتے رہتے ہیں
 اور شیعوں کو تسلیاں دیتے رہتے ہیں کہ امام غائب جب نمودار ہونگے
 تو سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا۔ اس غیبت کبریٰ کی مشکل اور صبر آزمائیوں
 میں تم خوب زور شور سے چختے پیٹتے رہو۔ ممکن ہے اس ماتم بے پناہ کی
 آواز کہیں امام غائب بھی سن لیں اور شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت
 کے لئے امت کے سامنے تشریف لے آئیں۔ یہ ہے امام مہدی کی مختصر
 داستاں جو ہم نے یہاں پیش کر دی ہے۔ اور یہی وہ سائیفنگ مذہب
 ہے جس کی دعوت مشتاق صاحب موصوف نے لے لے ہے ہیں جن کے چھٹے
 امام حضرت جعفر صادق کا ارشاد اسی اصول کافی کا اور پر ہم نے نقل کر
 دیا ہے کہ اے سلیمان تم ایسا دین رکھتے ہو جس کے ظاہر کرنے میں خدا کی عیاض
 سے ذلت اور اس کے چھپانے میں اس کی طرف سے عت نصیب
 ہوتی ہے۔ تو جب امام معصوم نے دین چھپانے کا حکم دیا ہے اور دین
 چھپانے میں ہی شیعوں کو دربار الہی میں عت نصیب ہو سکتی ہے تو کیا
 مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق شیعہ دین و مذہب کی پر زور نشر و اشاعت

کر کے اپنے امام معصوم کی مخالفت کے مرتکب نہیں ہوئے۔ اور کیا اس طرح علی الاعلان تبلیغ مذہب کی بنا پر وہ دربار خداوندی میں وقتاً اور ذلیل نہیں ہیں؟

نہ خدا ہی بلا نہ وصال صہنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے اور یہاں وہ یہ تاویل نہیں کر سکتے کہ امام جعفر صادق کے دین چھپانے کی ترغیب و تعلیم کا تعلق اس زمانہ کے لئے ہے جس زمانے میں سنی مسلمانوں کا تسلط اور غلبہ تھا کیونکہ مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ یہ ہیں انکم علی دین یعنی تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائیگا عزت پائیگا۔ تو امام معصوم نے یہ دین کی صفت بیان فرمائی ہے جس کا زمانہ و حالات کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

(ب) اسی اصول کافی میں یہ حدیث منقول ہے:- عن عبد الله بن سليمان عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال لي ما زال سترنا مكنومًا حتى صار في يدي ولد كيسان فتح ثوابه في الطريق و قرى السواد (اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۸۶) شیعہ ادیب اعظم سید ظفر حسن صاحب امر وہی نے اس حدیث کا ترجمہ یہ لکھا ہے:- فرمایا ابو عبد اللہ یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ہمارا معاملہ ہمیشہ پوشیدگی کے ساتھ رہا ہے لیکن اہل مکہ و فریب نے شیعیت کو لیا تو لگی کوچوں میں اور گاؤں گاؤں اعلان کر دیا۔ ولد کيسان سے مراد بعض نے اولاد مختار علیہ الرحمۃ لی ہے جنہوں نے شیعیت کا اعلان بیانگے بل کیا۔ (ثانی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۲۳)

(ج) قال ابو عبد الله عليه السلام يا معلى اكنتم امرنا ولا تلتدع فان من كتم امرنا ولم يذعه اعزه الله به في الدنيا وجعله نوراً بين عينيه في الآخرة يقوده الى الجنة يا معلى من اذاع امرنا ولم يكتمه اذله الله به في الدنيا ونزع النور من بين عينيه في الآخرة وجعله ظلمة تقوده الى النار يا معلى ان التقية من ديني ودين ابائي واولادهم لمن لا تقية له يا معلى ان الله يحب ان يعبد في السر كما يحب ان يعبد في العلانية يا معلى ان المذيع لا امرنا كما لجا حد له (اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۸۶)۔ ترجمہ فرمایا حضرت عبد اللہ علیہ السلام نے اے معلیٰ ہمارے امر کو چھپاؤ اور ظاہر نہ کرو جو ہمارے امر کو چھپائیگا اور ظاہر نہ کریگا تو اللہ اس کو دنیا میں عزت دیگا۔ اور آخرت میں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور ہوگا جو اسے جنت کی طرف لے جائیگا اور اے معلیٰ جو ہمارے امر کو ظاہر کریگا اور چھپائیگا نہیں تو خدا اُسے دنیا میں ذلیل کریگا اور آخرت میں اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ سے نور کھینچ لیگا اور تاریکی اسے کھینچ کر دوزخ کی طرف لے جائیگی اے معلیٰ تقیہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے جس کے لئے تقیہ نہیں اس کے لئے دین نہیں۔ اے معلیٰ اللہ پوشیدہ عبادت کو اسی طرح دوست رکھتا ہے جیسے ظاہر عبادت کو۔ اے معلیٰ ہمارے امر کا ظاہر کرنے والا ایسا ہے جیسے ہمارے حق کا انکار کرنے والا۔ (ثانی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۲۸۶)۔

امام جعفر صادق کے اس واضح فرمان کی روشنی میں مولوی مشتاق صاحب

اپنا انجام معلوم کر سکتے ہیں جو شیعہ دین کی اشاعت و اعلان کی بدولت نصیب ہوگا۔

شیعہ مذہب کے چھپانے کی امام جعفر صادق نے تاکید فرمائی ہے اس پر خود ان ائمہ معصومین نے عمل کر کے دکھایا ہے

شواہد

چنانچہ (۱) اسی اصول کافی ص ۱۲۲ میں ہے :- عن سعید السماء

قال كنت عند ابي عبد الله اذ دخل عليه رجلان من الزيدية

فقال له افيكم امام مفترض الطاعة قال فقال لا قال فقال له قد

اخبرنا عنك الثقات انك تفتي وتقول به ونسيتهم لك

فلان وفلان وهم اصحاب ورع وتشهير وهم مبین لا يكذب

فغضب ابو عبد الله وقال ما امرتهم بهذا فلما رأى ابا الغضب

في وجهه خرجا (ترجمہ) سعید روغن فروش سے روایت ہے کہ میں ابو

عبد اللہ (امام جعفر صادق) کی خدمت میں حاضر تھا کہ زید یہ فرقہ کے دو آدمی آپ

کے پاس آئے اور حضرت سے کہنے لگے کیا تم میں کوئی امام مفترض الطاعت ہے

یعنی جس کی اطاعت فرض ہے (مصلحت وقت پر نظر رکھ کر) کہا۔

کوئی نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں معتبر لوگوں سے خبر ملی ہے کہ آپ فتویٰ دیتے

ہیں۔ اقرار کرتے ہیں اور قائل ہیں۔ اگر کہو تو ہم ان کو انہوں کے نام بتادیں۔

وہ فلاں فلاں ہیں۔ جو جھوٹ بولنے والے نہیں اور صاحب زہد و ورع ہیں۔

حضرت کو غصہ آیا۔ فرمایا میں نے ان کو ایسا کہنے کا حکم نہیں دیا۔ جب ان دونوں

نے آپ کو غضبناک دیکھا چل دیئے الخ (شافی ترجمہ اصول کافی باب ۳، ص ۲۹۵)

جلد اول ۱۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام جعفر صادق نے اپنے امام مفترض الطاعت ہونے کا اقرار نہیں کیا بلکہ انکار کر دیا۔ اور جن مریدوں نے آپ کے امام مفترض ہونے کی تبلیغ کی تھی ان کے متعلق فرمادیا کہ میں نے ان کو ایسا کہنے کا حکم نہیں دیا۔

(۲) عن ابان بن تغلب قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول

كان ابي عليه السلام يُفْتِي فِي زَمَنِ بَنِي أُمِّيَّةٍ اَنْ مَا قَتَلَ الْبَازِي

وَالصَّقْرَ فَهُوَ حَلَالٌ وَكَانَ يَتَّقِيهِمْ وَاَنَا لَا اتَّقِيهِمْ وَهُوَ حَرَامٌ مَا قَتَلَ

(فروع کافی جلد دوم صفحہ دوم مطبوعہ لکھنؤ) ترجمہ :- ابان بن تغلب سے روایت

ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے

والد یعنی امام محمد باقر علیہ السلام بنی امیہ کے زمانہ میں یہ فتوے دیتے تھے کہ باز اور

شکر جس پر نرے کو قتل کر دیں وہ حلال ہے اور میرے والد بنی امیہ سے تقیہ

کرتے تھے لیکن میں ان سے تقیہ نہیں کرتا اور (میرا فتویٰ یہ ہے کہ) وہ شکار حرام

ہے جس کو باز اور شکر قتل کر لے۔

فرمائیے۔ امام محمد باقر اور ان کے فرزند امام جعفر صادق دونوں حسب اعتقاد شیعہ

امام معصوم ہیں لیکن والد یہ فتوے دے رہے ہیں کہ فلاں شکار حلال ہے

اور صاحبزادہ صاحب فتوے دے رہے ہیں کہ وہ حرام ہے۔ اب یہ کیونکر

معلوم ہو کہ کس کا فتویٰ شیعہ مذہب کے مطابق ہے اور کس کا مخالف

اور کس نے تقیہ اختیار کیا ہے اور کس نے نہیں کیا کیونکہ یہ وہی امام جعفر صادق

ہیں جنہوں نے دو آدمیوں کے دریافت کرنے پر اپنے امام ہونے کا ہی انکار کر دیا تھا جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث ۱۷ میں بیان ہو چکا ہے۔

(۳) عن زرارۃ بن اعین عن ابی جعفر قال سألتہ عن مسئلۃ فاجابنی ثم جاءہ رجل فسأله عنہا فاجابہ بخلاف ما اجابنی ثم جاء اخر فاجابہ بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی فلما خرج الرجلان قلت یا بن رسول اللہ رجلان من اهل العراق من شیعۃکم قدما یسئلان فاجبت کل واحد منہما بغير ما اجبت بہ صاحبہ فقال یا زرارۃ ان هذا خیر لنا وابقی لنا ولکم ولو اجتمعتم علی امر واحد لصدکم الناس علینا وکان اقل لبقاءنا وبقائکم ثم قال قلت لابی عبد اللہ شیعتکم لو حملتموہم علی الاستنۃ او علی النار لمضوا وہم یخرجون من عندکم مختلفین قال فاجابنی بمثل جواب ابيہ (اصول کافی کتاب العلم ص ۳۸ مطبوعہ لکھنؤ)۔ ترجمہ :- ”زرارہ بن اعین سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے میں نے ایک مسئلہ پوچھا۔ حضرت نے اس کا جواب دیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور یہی مسئلہ پوچھا آپ نے میرے جواب کے علاوہ جواب دیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اس کو میرے جواب سے علیحدہ جواب دیا اور دوسرے کے جواب سے بھی الگ۔ جب وہ دونوں آدمی چلے گئے تو میں نے کہا یا ابن رسول اللہ یہ دونو عراقی آپ کے پرانے شیعوں میں سے ہیں۔ ان دونوں کے سوالوں کے جواب آپ نے الگ الگ کیوں دیئے۔ فرمایا۔ لے زرارہ

یہی بہتر ہے ہمارے اور تمہارے لئے۔ اگر تم ایک ہی امر پر جمع ہو جاؤ تو مخالفت تم کو اپنی مجلس سے نکال دینگے اور پھر تم ہمارے پاس کہنے آؤ گے کہ خردوج کیجئے۔ اس طرح ہمارا اور تمہارا دنیا میں رہنا کم ہو جائیگا۔ اس کے بعد میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے شیعہ ایسے بچے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں کہ جنگ میں سینوں سے نیزے تان دیں یا آگ میں کود پڑیں تو وہ آپ کے حکم سے منہ نہ پھیرینگے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ آپ سے مختلف جواب نہیں۔ پس حضرت نے وہی جواب دیا جو ان کے والد ماجد نے دیا تھا۔ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول کتاب العقل والجمہل ص ۷۷)

(۴) سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول من عرف انا لا نقول الا حقاً فلیکتف بما یعلم منا فان سمع منا خلاف ما یعلم فلیعلم ان ذلك دفاع منا عنہ (اصول کافی کتاب العلم ص ۳۸ مطبوعہ لکھنؤ) ترجمہ :- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام (یعنی امام جعفر صادق) کو فرماتے سنا جو شخص یہ جانتا ہے کہ ہم نہیں کہتے مگر حق تو اس کو چاہیے کہ اکتفا کرے اس پر جو ہم سے جانا ہے اور اگر ہم سے کوئی بات ایسی سنی جو حکم خدا کے خلاف ہو۔ تو سمجھ لے کہ ہم نے تم سے دشمنوں کے ضرر کا دفع چاہا ہے یعنی بصوت تقیہ اس کو بیان کیا ہے (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۷۷)

مندرجہ بالا تین حدیثوں سے شیعہ مذہب اور شیعہ اماموں **بصبر** کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ حدیث (۱) سے واضح ہوا کہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق دو معصوم اماموں نے ایک ہی چیز کے

متعلق متضاد فتوے دیئے۔ ایک نے اسکو حلال فرمایا اور دوسرے نے اسکو حرام قرار دیا۔ اور حدیث نمبر (۲) سے ثابت ہوا کہ ما شاء اللہ ایک ہی امام معصوم ایک مسئلہ کے ایک ہی نشست میں تین تین مختلف جواب دیتے ہیں۔ اور اپنے پرانے وفادار شیعوں کو بھی یکساں طور پر حق بات نہیں بتاتے جو ان کے لئے ہر طرح قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور حدیث نمبر (۳) سے واضح ہو گیا کہ امام جعفر صادق یہ بھی فرمایا ہے میں کہ: ہم نہیں کہتے مگر حق۔ لیکن اسی وقت یہ بھی فرمایا ہے میں اپنے مخلص رازداروں سے کہ اگر ہم سے کوئی بات ایسی سنی جو حکم خدا کے خلاف ہو یعنی وہی امام جنت جو حق ہی کہتے ہیں اگر کبھی حکم خدا کے خلاف بات فرمادیں تو تم انکی سچائی میں شک نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہاری جان بچانے کے لئے حکم خدا کے خلاف ارشاد فرما دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ ہے شیعہ مذہب کی اصح الکتب میں امام جعفر صادق کی حق پرستی۔ صاف گوئی اور خدا خونی کا حال جن کا لقب ہی صادق ہے فرمایا ہے۔ ان احادیث کے باوجود مولوی عبد الحکیم صاحب مشفق یہی اعلان فرمایا ہے کہ: واللہ اثنہ اثنہ عشر (بارہ اماموں) کے علاوہ کوئی امام ایسا نہ ملیگا جو اسخون فی العلم کا مصداق ہو۔ ہمارے مذہب کے تمام احکام سائیں شک اور فطری ہیں جنہیں خلاف عقل نہیں ثابت کیا جاسکتا۔ واقعی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں ایسے کسی زمانے میں معصوم امام نہیں پائے جاتے جو حکم خدا کے خلاف بات فرماتے ہوں۔ اور جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنے میں ماہر ہوں اور جو اپنے جانتا ز شیعوں کو بھی حق نہ بتائیں، اور جن کے دین

کی خصوصیت یہ ہو کہ اس کے چھپانے سے جنت ملتی ہے اور اس کے ظاہر کرنے سے دوزخ۔ اگر مذہب شیعہ یہ ہے تو صحیح عقل و فطرت والا تو اسے ایک لمحہ کے لئے بھی قبول نہیں کر سکتا۔ ہاں اہل تشیع کی عقل و فطرت پر یہ پورا فٹ آنا ہو تو ان کا معاملہ جدا ہے۔

قیل لابی عبد اللہ

حضرت علیؑ کو گالیاں دینے کی اجازت

الناس یروون ان علیاً علیہ السلام قال علی منبر الکوفة ایہا الناس انکم ستدعون الی سبئی فستبونی ثم تدعون الی البراءة متی فلاتبرء و امتی فقال ما اکثر ما یکذب الناس علی علیؑ علیہ السلام ثم قال انما قال انکم ستدعون الی سبئی فستبونی ثم تدعون الی البراءة متی وانی علی دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و لہ یقتل لاتبرء و امتی (اصول کافی باب التقیۃ ص ۱۲۸) ترجمہ: ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام سے کہا گیا کہ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ علیؑ نے منبر کوفہ پر کہا۔ لوگو۔ عنقریب تم سے کہا جائیگا کہ مجھے گالی دو۔ تو تم مجھے گالی دیدینا۔ اور اگر مجھ سے برارت ظاہر کرنے کو کہیں تو نہ کرنا۔ حضرت نے فرمایا۔ لوگوں نے حضرت علیؑ پر کیسا جھوٹ بولا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت نے تو یہ فرمایا کہ تم سے مجھے گالی دینے کو کہا جائیگا تو تم مجھے گالی دیدینا اور اگر مجھ سے براءت کو کہا جائے تو میں دین محمد پر ہوں۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھ سے اظہار برارت نہ کرنا۔

(شاقی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۲۴۲) شیعوں کو شک تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کے متعلق گالیاں دینے کی اجازت دی ہے یا نہیں تو امام جعفر صادق نے ان کا یہ شک دور فرمادیا اور واضح کر دیا کہ اگر لوگ تم کو یہ کہیں کہ علیؑ کو گالیاں دو تو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت دیدی ہے اور اس کی بھی اجازت ہے کہ تم مخالفین کے کہنے پر حضرت علیؑ سے اپنی بیزاری کا اظہار کر دو کیونکہ آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

سبحان اللہ۔ ابوالاثر حضرت علیؑ حسب حدیث شیعہ کس قدر معقول اور پاکیزہ تعلیم اپنے شیعوں کو دے رہے ہیں فرمائیے۔ اس سے زیادہ معقول یا نامعقول مذہب اور کس کا ہو سکتا ہے جس کی دعوت مولوی عبدالکریم صاحب شقاق تمام عالم اسلام کو دے رہے ہیں؟

خرد کا نام جنوں کھدیا جنوں کا خرد

جو چاہے اپنی عقل کو شرمہ ساز کرے

تقیہ کی نماز کا ثواب و سروی عنہ عمر بن یزید اند قال ما منکم احد فیصلی صلوة فریضة فی وقتها ثم یصلی معهم صلوة تقیة وهو متوضی الا کتب اللہ بها خمساً و عشرين درجۃ فارغبوا الی ذلک (من لایحضرہ الفقیہ باب الجماعۃ) اور عمر بن یزید نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص با وضوء اپنے وقت میں نماز پڑھے اور ان کے ساتھ بطور تقیہ نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے

بدلے میں پچیس درجے عطا کرے گا۔ لہذا تمہیں چاہیے کہ اس کام کی طرف رغبت کرو۔ (۲) و سروی عنہ حماد بن عثمان ان قال من صلی معہ فی الصف الاول من صلی خلف رسول اللہ فی الصف الاول اور امام جعفر صادق سے حماد بن عثمان نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی ان (یعنی غیر شیعہ) کے ساتھ صف اول میں نماز پڑھے وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے رسول اللہ علیہ السلام کے پیچھے صف اول میں نماز پڑھی۔ (ایضاً من لایحضرہ الفقیہ)۔

ما شار اللہ کتنا سائنٹفیک مذہب ہے؟

مندرجہ دونو
حضرت ابو بکر کی اقتدار میں حضرت علیؑ کی نماز | روایتوں سے

ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کو اہل سنت کی اقتدار میں نماز کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے حتیٰ یہ کہ گویا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف اول میں نماز پڑھی ہے۔ اور یہ روایتیں من لایحضرہ الفقیہ کی ہیں۔ جو شیعہ مذہب کی ان چار کتابوں میں سے ایک ہے جن پر شیعہ مذہب کا دار و مدار ہے۔ یعنی (۱) کافی (اصول و فروع) (۲) من لایحضرہ الفقیہ (۳) تہذیب الاحکام (۴) الاستبصار۔ قارئین حیران ہوں گے کہ شیعوں کو اپنے مذہب کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا ثواب کم ملتا ہے اور ان کے مذہب کے مخالف امام کے پیچھے نماز کا ثواب بڑھ جاتا ہے حتیٰ کہ گویا ان کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز نصیب ہوگئی ہے تو اس قسم کی روایات وضع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ توحیقت ہے

کہ حضرت ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ نے ان کی اقتدار میں نماز پڑھی ہے۔ تو اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز کو تقیہ پر محمول کر کے انکی اس نماز کی برتری ثابت کرنے کے لئے ان کی پیروی میں اڑوئے تقیہ نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ قرار دیدیا تاکہ شیعہ مطمئن رہیں اور یہ نہ کہہ سکیں کہ جیسا حسب اعتقاد شیعہ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت کو حضرت ابو بکر غصب کر نیوالے تھے اور آپ نے اپنی خلافت کے استحکام کے لئے حضرت فاطمہ الزہراء کو بھی ظلم و ستم کا نشانہ بنایا تو پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجود معصوم ہونے کے ایک غیر معصوم کے پیچھے اور خلیفہ بلا فصل ہونے کے باوجود ایک ظالم و غاصب کے پیچھے نماز جیسی اعلیٰ فرض میں عبادت کیوں ادا کی؟ اور حضرت علی کا حضرت ابو بکر کی اقتدار میں نماز پڑھنا احادیث شیعہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی مستند کتاب احتجاج طبرسی میں ہے ثم قام و تہتیا للصلوة و حضر المسجد و صلی خلف ابی بکر (ترجمہ)۔ پھر حضرت علی کھڑے ہو گئے اور آپ نے نماز کی تیاری کی اور مسجد میں حاضر ہوئے اور ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی۔ (جلد اول ص ۱۲۶ مطبوعہ تہران)

حضرت علی کی بیعت

(۱) حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ :- وما من الامة احد بايع مكرها غير علي و اربعنا (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۱۱۱) اور امت میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس نے حضرت ابو بکر کی جبراً بیعت کی ہو (یعنی سب نے خوشی سے بیعت کی ہے) سوائے حضرت علی اور ہم چار اشخاص

اور وہ چار اصحاب جنہوں نے بقول شیعہ حضرت صدیق کی بیعت مجبوری سے کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ ہیں۔ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ مقداد بن اسیر۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کی بیعت کے متعلق اس کتاب کے منال پر یہ لکھا ہے کہ :- ثم تناول يد ابی بکر فبايعه (پھر حضرت علی نے حضرت ابو بکر کا ہاتھ پکڑا اور آپ سے بیعت کی)۔ اور پھر اسی کتاب میں اس کے برعکس یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ فاصبح و بکر الی علی علیہ السلام و قال ابسط يدك یا ابا الحسن ابایعك و اخبره بما قد رأی۔ قال فبسط علی يده فمسح علیها ابو بکر و بايعه و سلم الیه الخ (احتجاج طبرسی جلد اول ص ۱۸۷) پس ابو بکر صبح سویرے ہی علی کے پاس آئے اور کہا کہ اپنا ہاتھ پھیلانے لے ابو الحسن میں آپ سے بیعت کرتا ہوں اور جو کچھ آپ نے خواب میں دیکھا تھا حضرت علیؑ کو اسکی خبر دی۔ راوی کہتا ہے کہ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت ابو بکر نے آپ کی بیعت کر لی۔ اور خلافت انکے سپرد کر دی) اس قسم کی روایت کے متعلق سوائے اسکے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ

سے دل کے پہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

(۲) امام جعفر صادق کی روایت میں ہے فرماتے ہیں :- فلذلك كتم علي عليه السلام امره و بايع مكرها حيث لم يجد اعوانا

(فروع کافی جلد ثالث کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۳۹) ترجمہ۔ پس اسی لئے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے امر (دین و خلافت) کو چھپایا اور (حضرت ابو بکر کی) محبوباً بیعت کر لی جبکہ آپ نے اپنے مددگار نہ پائے۔

(۱) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی **علی و فاطمہ کی بے وقاری** ایک طویل روایت ہے کہ ابو بکر

نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا کہ وہ ان کی بیعت کر لیں۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا استحقاق پیش کرتے ہوئے حضرت ابو بکر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس کے بعد جب رات پڑی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ الزہراء کو گدھے پر سوار کر کے انصار و مہاجرین کے گھروں میں جا جا کر ان کو اپنی مدد کے لئے بلایا لیکن سوائے چار صحابہؓ کے کسی نے حمایت نہ کی:- فلما کان اللیل حمل فاطمہ علیہا السلام

علی حصار ثم دعاهم الی نصرته فما استجاب لہ من رجل غیرنا اربعة (احتجاج طبرسی ص ۱۰۱) اور جب رات پڑی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ کو گدھے پر سوار کیا اور لوگوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا تو سوائے ہم چار اشخاص کے کسی نے آپ کی نصرت نہ کی۔

(۲) شیعوں کے رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے بھی لکھا ہے کہ:-

جب رات ہوئی جناب امیر حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لے کر ایک ایک گھر میں

لے اور حضرت فاطمہ الزہراء کو گدھے پر سوار کرنے کی روایت علامہ باقر مجلسی

نے اپنی کتاب حق الیقین میں بھی درج کی ہے (حق الیقین ص ۱۳۱ مطبوعہ تہران)

مہاجر و انصار کے تشریف لائے اور انکو عقوبات الہی سے ڈرایا اور وصیت رسول خدا کو جو بمقام غدیر فرمائی تھی پڑھ کر سنایا۔ اور ان سے نصرت و یاری چاہی مگر سوائے چوبیگیل آدمیوں کے اس گروہ نے تم سے کسی نے قبول نہ کیا۔ اور جب صبح ہوئی چار آدمیوں سے زیادہ بیعت

جناب امیر پر قائم نہ تھے۔ اسی طرح تین رات تک ہر شب جناب امیر ان لوگوں کو دعوت بیعت فرماتے اور ان سے طلب یاری کرتے تھے مگر بغیر چار آدمیوں کے اور بروایت دیگر تین آدمیوں کے سوا اور کسی نے بیعت قبول نہ کی۔ (جلار العیون مترجم اردو جلد اول ص ۱۳۹ مطبوعہ لکھنؤ)۔

(۳) ایضاً جلال العیون ص ۱۵۲ میں ہے:-

پس وہ اشقیائے امت گلوئے مبارک جناب امیر میں ریسماں (یعنی رستی) ڈال کر مسجد میں لے گئے اور بروایت دیگر جب دروازہ پر پہنچے اور جناب فاطمہ مانع ہوئیں اس وقت قنفذ نے اور بروایت دیگر عمر نے تازیانہ جناب فاطمہ پر مارا کہ بازو جناب سید کا ٹکستہ ہو گیا اور سوج گیا پھر بھی جناب فاطمہ نے جناب امیر سے ہاتھ نہ اٹھایا اور ان اشقیاء کو گھر میں آنے سے منع کیا یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہ پر گر دیا اور پسلیوں کو شکستہ کیا اور اس فرزند کو جو شکم میں جناب فاطمہ کے کھتا اور حضرت رسول نے اس کا محسن نام رکھا کھتا شہید کیا الخ

حضرت فاطمہؑ نے حضرت علیؑ کی بیعتی کی اپنے قضیہ فدک

کے معاملہ میں گھر سے نکل کر تنہا کوشش کرتی رہیں اور جب واپس گھر تشریف لائیں تو حضرت علیؑ سے سخت کلامی فرمائی۔ چنانچہ شیعہ زید الخشن علامہ باقر مجلسی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ:-

پس حضرت فاطمہ بجانب خانہ برگردید و حضرت امیر انتظار معاودت او میکشید چوں بمنزل شریف قرار گرفت از روئے مصلحت خطا بہائے شجاعان در شست با سید اوصیاء نمود کہ مانن جنین در رسم پرده نشین شدہ و مثل خاتمان در خانہ گریختہ ای و بعد ازاں کہ شجاعان دیر را سجاک ہلاک کنندی مغلوب این نامرداں گردیدہ ابی الخ (حق الیقین ص ۲۳)۔ ترجمہ:-

پس جب حضرت فاطمہ اپنے گھر میں واپس تشریف لائیں تو حضرت امیر (علیؑ) نے آپ کا انتظار فرمایا ہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ گھر میں تشریف فرما ہوئیں تو انہوں نے از روئے مصلحت بہادرانہ طور پر سید اوصیاء حضرت علی سے بہت سخت باتیں کیں اور فرمایا کہ تو اس بچے کی طرح پردہ نشین ہو گیا ہے جو ماں کے پیٹ (رحم) میں چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اور خاتنوں کی طرح بھاگ کر گھر میں بیٹھ گیا ہے۔ اور بعد اسکے کہ تو نے زمانہ کے بہادروں کو موت و ہلاکت کی خاک میں ملایا ہے (اب) ان نامردوں کے مقابلہ میں مغلوب ہو گیا ہے۔

حضرت فاطمہؑ کا حضرت علیؑ کے علیہ پر اعتراض جب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے نکاح کر دینے کا ارادہ حضرت فاطمہؑ پر ظاہر فرمایا تو علامہ باقر مجلسی نے اس سلسلہ میں یہ روایت درج کی ہے:-

پس جب ارادہ تزویج فاطمہ ہمراہ علیؑ ہوا جب فاطمہ سے پنہاں حضرت نے بیان کیا۔ جناب فاطمہ نے کہا میرا اختیار آپ کو ہے لیکن زنان قریش کہتی ہیں کہ علیؑ بزرگ شکم (یعنی بڑے پیٹ والے) اور بلند دست ہیں۔ اور بندہ ہائے استخوان گندہ ہیں۔ آگے سر کے بال نہیں ہیں۔ آنکھیں بڑی ہیں۔ اور ہمیشہ خندہ رہاں اور مفلس ہیں۔ حضرت نے فرمایا مگر اے فاطمہ تمہیں نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ جانب دنیا متوجہ ہوا اور مجھے جمیع مردان عالمیان سے اختیار کیا پس دوسری دفعہ پھر دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور علیؑ کو مردان عالمیان سے اختیار کیا اور پھر تیسری دفعہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور زنان عالمیان سے تجھے اختیار کیا۔ (جلال العیون جلد اول ص ۳ مطبوعہ لکھنؤ)۔

فرمائیے۔ حسب اعتقاد شیعہ فرمان رسالت مآب کے مطابق حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کا تمام جہانوں میں دوسرا درجہ ہے اور معصوم ہیں اور انبیاء کے سابقین سے بھی افضل ہیں لیکن حضرت فاطمہؑ الزہراءؑ باوجود معصوم ہونے اور تمام عورتوں سے افضل ہونے کے حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے علیہ پر اعتراض کر رہی ہیں اور آپ کی صورت کو پسند نہیں کرتیں۔ اور پھر یہ نہیں کہ اپنی کسی سہیلی سے بیان کر رہی ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں بچوالہ زنان قریش عرض کر رہی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جو حلیہ وہ پیش کر رہی ہیں اور جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا۔ وہ علیہ تمام جہانوں میں سے دو سکر درجے کی حسین شخصیت کا تو معلوم ہی نہیں تھا اور حضرت فاطمہ کے اعتراض سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو قبل ازیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس اعلیٰ شان کا علم ہی نہیں تھا۔ حالانکہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ معصوم حضرات ماکان و مایکون جانتے ہیں اور غالباً حضرت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ کی مدد نہیں کی

نے حضرت فاطمہ الزہراء کی قضیہ فدک میں مدد نہیں فرمائی۔ اور حضرت فاطمہ کی دشمنوں کے ہاتھوں پسلیاں ٹوٹتی رہیں حتیٰ کہ فرزند محسن بھی شہید ہو گیا۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دل میں ایک رنج و غصت رکھا ہوا تھا کہ حضرت فاطمہ نے نکاح سے پہلے ان کی صورت پر کیوں اعتراض کیا ہے۔ اور پھر حضرت فاطمہ نے بھی غالباً نکاح کے بعد بھی مطمئن نہیں ہوئیں اسی لئے تو بالکل خاوند کا احترام نہیں کیا اور شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہاں تک طعن کر دیا۔ کہ اس طرح گھر میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے جس طرح رحم مادر میں بچہ چھپا ہوا ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بھی دین چھپایا ہے
 خلافت ثلاثہ
 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ۲۲ سالہ

دور خلافت میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مغلوب تھے ہی لیکن تعجب ہے کہ اپنے دور خلافت میں اسلامی لشکروں کے باوجود آپ نے اپنا صحیح دین ظاہر نہیں فرمایا بلکہ انہی احکام شریعت کو نافذ فرمایا جو خلفائے ثلاثہ نے جاری فرمائے تھے چنانچہ آپ نے اپنے اہل خانہ اور خواص شیعہ کے سامنے اس حقیقت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ :- قد عملت الولاية قبلي اعمالا خالفوا فيها رسول الله متعمدين لخلافه ناقضين لعهدہ مغیرین لسننہ ولو حملت الناس علی ترکها وحوالنتها الی مواضعها و الی ما كانت فی عهد رسول الله صلی الله علیہ و آلہ لتفرقت عتی جنادی حتی ابقى وحیدی او قلیل من شیعتی الذین عرفوا فضلی او فرض امامتی من کتاب الله عز ذکرہ و سنۃ نبیہ صلی الله علیہ و آلہ۔ اسی ایتھم لو امرت بمقام ابراہیم علیہ السلام فرددت الی الموضع الذی وضعہ فیہ رسول الله ورددت فدک الی وراثۃ فاطمہ علیہا السلام۔۔۔۔۔۔ ورددت قضایا من الجوا قضی بہا و نزعتم لساء تحت رجال بغیر حق فرددتھن الی ازواجھن۔۔۔۔۔۔ و امرت باحلال المتعتین و امرت بالتکبیر علی الجنائز خمس تکبیرات۔۔۔۔۔۔ و حملت الناس علی حکم القرآن۔۔۔۔۔۔ اذا التفرقوا عنی الخ (فرورع کافی کتاب روضہ ۲۹-۳۰) شیعہ مناظر مولوی محمد اسماعیل آنجنہانی نے اس روایت کا ترجمہ یہ کیا ہے :- امیر المؤمنین علیہ السلام نے خطبہ فرمایا۔ حمد و صلوة کے بعد

متوجہ ہوئے اسوقت آپ کے پاس اہل بیت اور کچھ خواص اور شیعہ بیٹھے تھے فرمایا مجھ سے پہلے والیوں نے کچھ ایسے اعمال کئے ہیں جن میں انہوں نے جان بوجھ کر رسول کی مخالفت کی ہے اور حضرت کے عہد کو توڑا ہے اور حضور کی سنت کو بدلا ہے۔ اگر میں لوگوں کو ان اعمال کے ترک کرنے پر آمادہ کروں اور ان اعمال کو ان کے اصل مقام پر لوٹا دوں اور ویسے ہی کر دوں جیسے کہ عہد رسالت مآب میں تھے تو میرا شکر مجھے چھوڑ جائیگا حتیٰ کہ میں تنہا رہ جاؤں گا یا میرے قلیل شیعہ رہ جائیں گے جنہوں نے میری فضیلت کو اور میری امامت کے فرض ہونے کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے مانا ہے مجھے بتاؤ اگر میں مقام ابراہیم کی نسبت حکم دوں کہ اسے اسی مقام پر لوٹا دوں جہاں رسول اللہ نے رکھا تھا اور فدک کو فاطمہ کی طرف لوٹا دوں اور ظلم کے وہ تمام فیصلے بدل دوں جو جوڑ سے کئے گئے ہیں۔ اور غلط نکاحوں سے لوگ عورتیں لئے بیٹھے ہیں ان کو ان کے اصلی خاندانوں کی طرف لوٹا دوں اور متعۃ الحج اور متعۃ النساء کے حلال ہونے کا فتوے دوں۔ اور پانچ تکبیر نماز جنازہ پڑھنے کا امر کر دوں اور لوگوں کو قرآن مجید پر آمادہ کر دوں تو اسی وقت سب لوگ مجھ سے متفرق ہو جائیں گے الخ (جواب الاستفسارات ص ۷)۔

یہ ہے حضرت علیؑ کے اپنے ارشادات کی روشنی میں حسب عقیدہ شیعہ خلافت مرتضوی اور خلافت بلا فصل کا جامع شرعی خاکہ۔ ماشار اللہ کتنی معقول اور مقدس خلافت ہے اور کتنے بے نظیر امام ہیں کہ احکام جو

کو خود بھی نافذ کرتے ہیں۔ لوگوں نے گھروں میں ناجائز نکاحوں کی عورتیں رکھی ہوئی ہیں۔ خلافت قرآن نظام نافذ ہے۔ خلافت علیؑ میں بھی متعہ حسب سابق حرام ہے اور کسی کو متعہ کر کے العیاذ باللہ حسن۔ حسین۔ علیؑ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات عالیہ حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور امام برحق کے دقتار و اقتدار کا یہ حال ہے کہ اگر آپ صحیح نظام شریعت جاری کریں تو آپ کا لشکر بھی آپ کو چھوڑ دے یہاں تک کہ آپ تنہا رہ جائیں گے یا چند عدد شیعہ۔ کیا ایسی خلافت اور ایسے بھلا فضل خلیفہ و امام کی دعوت مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق جیسے مستغنی اہل اسلام کو دے رہے ہیں۔ ماشار اللہ ایسا امام و خلیفہ اور ایسا نظام حق تو انسانی تاریخ میں نہ کسی نے دیکھا ہے اور نہ دیکھے گا۔ عبرت۔ عبرت۔ مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ

شیعوں کی تعداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ صرف تین ہی شیعہ رہ گئے تھے۔ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری اور مقداد۔ اور اپنے دور خلافت میں اگر اعلان حق فرماتے تو غالباً تنہا ہی رہ جاتے۔ حضرت امام حسنؑ نے تو اپنی خلافت ہی چھوڑ دی اور حضرت معاویہؓ کی اطاعت اختیار کر لی۔ امام حسینؑ نے بھی تقیہ کیا اور بنیامین خلفائے ثلاثہ کا دین ہی قائم رکھا۔ اور آپ کی شہادت کے بعد صرف پانچ شیعہ باقی رہ گئے چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری (جن کو شیعہ شہید ثلاثہ کہتے ہیں) نے لکھا ہے کہ:۔ از حضرت زین العابدین

روایت کردہ اندکہ تمام مردم بعد از قتل حسین مرتد شدند الا پنج کس -
ابو خالد یحییٰ بن ام الطویل - وجبیر بن مطعم و جابر بن عبد اللہ انصاری و شبکہ
حرم محترم حضرت امام حسین بود (مجالس المؤمنین مجلس پنجم ص ۱۳۵) -

(ترجمہ) اور امام زین العابدین سے روایت ہے کہ بعد شہادت امام حسین
علیہ السلام سب مرتد ہو گئے لیکن پانچ آدمی - ابو خالد کابلی اور یحییٰ بن ام
الطویل اور جبیر بن مطعم اور جابر بن عبد اللہ انصاری اور شبکہ کہ جو حرم
محترم علیہ السلام تھے (مجالس المؤمنین مترجم ص ۲۹۵ مطبوعہ شمسی مشین
پریس آگرہ ہندوستان) اور خود امام زین العابدین نے تو یزید کی بیعت
قبول کر لی تھی :- فقال له علی بن الحسین علیہما السلام قد
اقررت لك بما سألتنا بعد مکه لك فان شئت اهدک و
ان شئت بع فقال له یزید اولی لك حقت دمک ولم ینقصک
ذالك من شرفک (فروع کافی جلد ثالث کتاب الروضہ ص ۱۱۱) پس
علی بن حسین (یعنی امام زین العابدین) نے اس (یعنی یزید) سے کہا کہ
جو تو چاہتا ہے میں تیرے لئے اس کا اقرار کرتا ہوں میں تو تیرا ایک مجبور
غلام ہوں - اگر چاہے تو اپنے پاس رکھے اور اگر چاہے تو بیچ دے - اس پر
آپ کو یزید نے کہا کہ تو نے اچھا کیا - اپنا خون بچا لیا - اور اس بات نے
تیری شان کو کم نہیں کیا -

اور علامہ باقر مجلسی نے بھی لکھا ہے کہ :- حضرت نے فرمایا جو کچھ تم نے کہا
میں نے اقرار کیا - یزید نے کہا تو نے اپنی جان کی حفاظت کی اور تمہارے

شرف و بزرگی سے کچھ کم نہ ہوا - (جہاد العیون مترجم جلد دوم ص ۳۱۶ مطبوعہ
لاہور) -

اور امام جعفر صادق کو تو تین بھی رازدار شیعہ نہ مل سکے :- فرمایا ابو عبد اللہ
(یعنی امام جعفر صادق) نے - ابو بصیر - خدا کی قسم اگر میں تم میں تین شیعہ
امامیہ پالیتا جو ازراہ تقیہ ہماری بات کو بصیغہ راز رکھتے تو میرے لئے
اپنی بات کو ان سے چھپانا جائز نہ ہوتا - (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم
ص ۲۶۴) اور امام موسیٰ کاظم کو تو مشکل درو شیعہ حاصل ہوئے ہیں چنانچہ
قاضی نو، اللہ شورتی نے لکھا ہے کہ :- کتاب کشی میں مذکور ہے کہ حضرت
نے فرمایا کہ میں نے کسی کو ایسا نہیں پایا کہ جو میرے امر کو اختیار کرے
اور میرے پدر بزرگوار کے اصحاب کے قدم بقدم چلے سوائے دو شخصوں کے
کہ خدا ان پر اپنی رحمت فرمائے - ایک عبد اللہ بن ابی یعفور - دوسرے
حمران بن ایمن - لیکن یہ دونوں ہمارے شیعوں میں مؤمنین خالصین میں
سے ہیں - (مجالس المؤمنین مترجم ص ۲۹۴)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا
شیعوں پر اللہ کا غضب
اللہ تعالیٰ غضناک ہوا ہمارے شیعوں
پر (بہ سبب ترک تقیہ) پس اختیار دیا مجھے اپنے اور ان کے قتل ہونے
کے درمیان - پس میں نے اپنی جان دیکر ان کو بچا لیا - (شافی ترجمہ اصول
کافی جلد اول کتاب الحجج ص ۲۹۴)

امام غائب اور شیعہ
حسب اعتقاد شیعہ امام حسن عسکری

کے بعد آخری امام مہدی بچپن میں ہی ۲۳ رمضان ۲۵۹ھ سے غائب
ہیں کسی غار میں تشریف فرما ہیں۔ اور امت کے سامنے آنے کا نام ہی نہیں
لیتے۔ اور جب آپ کے مخلص شیعوں کی تعداد تین سو تیرہ پوری ہو جائیگی تو
بڑے جاہ و جلال سے ظہور فرمائیں گے۔ چنانچہ علامہ غلیل قرظینی شرح اصول
کافی میں لکھتے ہیں:-

منقول است کہ اگر عدد ایشان سی صد و سیزده کنس با ہیئت اجتماعی
رسد امام ظاہری شود (صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ ص ۳۶)۔

۱۔ منقول ہے کہ اگر اجتماعی حیثیت سے آپ کے پیروکاروں کی تعداد تین سو
تیرہ کو پہنچ جائے تو آپ ظاہر ہو جائیں گے۔ اور امام مہدی کے مظاہر ہونے
کی وجہ بھی یہ ہے کہ ان کو اپنے قتل ہونے کا خوف ہے۔ چنانچہ اصول کافی
کتاب الحجۃ ص ۲۱۲ مطبوعہ مکھنوی میں روایت ہے:- عن زرارۃ قال سمعت
ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان للقائم غیبة قبل ان یقوم انه
یحاف۔ و او می بیدہ الی بطنہ یعنی القتل؟ (ترجمہ) زرارہ سے
مردی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا کہ تم آل محمد کے لئے بچپن ہی
میں غیبت ہوگی خوف کی وجہ سے۔ اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اپنے شکم کی
طرف یعنی قتل کے خوف سے۔ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد اول کتاب الحجۃ
ص ۳۵)۔

صدیوں غائب رہنے
رسول اللہ امام مہدی سے بیعت ہونگے
کے بعد جب ۱۱۳

جانبا ز شیعوں کی تعداد مکمل ہونے پر قتل کا خوف زائل ہوگا اور امام غائب
(مہدی) ظاہر ہونگے تو سب سے پہلے آپ کی بیعت العیاذ باللہ امام الانبیا
والمرسلین رحمت للعالمین قائم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کریں گے۔ چنانچہ شیعہ رئیس الحدیث علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں:-

و نعمانی روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چون
قائم آل محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بیرون آید خدا اور ایاری کند بملاکہ و
اول کسی کہ با او بیعت کند محمد باشد و بعد ازاں علیؑ۔ (ترجمہ)۔ نعمانی
نے حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب قائم آل محمد یعنی امام مہدی
باہر نکلیں گے اور خدا فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد کریگا تو سب سے پہلے جو آپ
کی بیعت کریں گے وہ محمد رسول اللہ ہونگے اور آپ کے بعد حضرت علیؑ
ان کی بیعت کریں گے؛ (حق الیقین ص ۳۲) العیاذ باللہ۔ (احول ولا قوۃ
الاباللہ)۔

یہ ہے مخفیہ داستان امامت جو خلیفہ اول حضرت علی المرتضیٰ سے لیکر امام غائب
حضرت مہدی تک ختم ہوتی ہے اور اس شان سے ختم ہوتی ہے کہ سید
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخر میں امت کے بارہویں اور آخری امام کی بیعت
کر لیتے ہیں۔ کتنا معقول ہے یہ سلسلہ امامت کہ جس کے سامنے نہ صرف
نبوت بلکہ ختم نبوت کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ اور یہی وہ امامت ہے جس
کی طرف مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق بکمال اشتیاق امت مسلمہ کو دعوت
دے رہے ہیں۔ بریں عقل و دانش بہ باید گریست۔

حاصل کلام | مذہب شیعہ کی مستند کتابوں سے جو تفصیلات امامت اور ائمہ کے بارے میں سابقہ اوراق میں پیش کی گئی ہیں ان سے آفتاب کی روشنی کی طرح اس امر کا بین ثبوت ملتا ہے کہ شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہے۔ یہ مذہب قابل کتمان اخفا ہے۔ اور حسب اعتقاد شیعہ اماموں نے ہمیشہ دین خداوندی کو چھپا یا ہے بلکہ خلاف دین حق عقائد و مسائل کا اظہار کیا ہے (جس کو ان کی اصطلاح میں تقیہ کہتے ہیں جس میں شیعہ دین کے ہتھیے پائے جاتے ہیں) اور البتہ یہی وہ بیباک تقیہ ہے جس نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرب قیامت میں بارہویں اور آخری امام غائب کا مطیع کر دینا ہے تو اب ہمارا پہلا سوال یہی ہے کہ جب شیعہ مذہب کتمان حق اور تقیہ یعنی اظہار خلاف حق پر مبنی ہے جس کے متعدد شواہد پیش کر دیئے گئے ہیں تو پھر مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت پر جتنا زیادہ زور دے رہے ہیں یہ شیعہ مذہب اور شیعہ مذہب کے ائمہ معصومین کی کھلی مخالفت پر مبنی ہے جو حسب روایت اصول کافی اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے۔ لہذا مولوی عبدالکریم صاحب موصوف ان دو باتوں میں سے کسی ایک کا اعلان کر دیں۔

(۱) وہ دراصل شیعہ نہیں ہیں اس لئے ائمہ اثنا عشریہ کے ارشادات کی مخالفت کر کے دوسرے شیعوں کو بھی عملاً مخالفت ائمہ کے راستے پر چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(۲) وہ شیعہ ہیں لیکن شیعہ مذہب کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر شیعہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے ہیں۔ اب اگر شیعہ کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں انہوں نے شیعہ مذہب کی حیثیت پہچان لی ہے اس لئے آئندہ اپنی ساری عمر تقیہ اور کتمان حق میں گزارینگے تاکہ ائمہ اثنا عشر کی اتباع کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکے۔

سوال نمبر ۲ | مذہب شیعہ کا اقرار کرنے کی صورت میں مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق سے ہمارا سوال یہ ہے کہ قرآن مجید

میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد غلبہ دین فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ ۲۶ سورۃ الفتح کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں۔ **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَ عَلَىٰ الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا**۔ (وہ اللہ جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کرے۔ اور اللہ اس کی گواہی دینے والا کافی ہے)۔

(۲) تمام انبیاء و رسل پر تبلیغ احکام خداوندی فرض ہے۔ **الَّذِينَ يَبُلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ**۔ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب ع ۵)۔ ترجمہ :- یہ سب پیغمبران گزشتہ ایسے تھے کہ اللہ کے

لئے مولوی مقبول احمد دہلوی نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے :- وہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کیسے بھیجا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور دیکھ بھال کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ (ترجمہ مقبول)۔

احکام پہنچایا کرتے تھے اور اس باب میں اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے: (مولانا اشرف علی تھانوی)۔

(ب) مولوی مقبول احمد دہلوی شیعہ مفسر نے یہ ترجمہ کیا ہے:

پیغمبر ایسے لوگ ہیں جو خدا کا حکم پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کسی سے نہیں ڈرتے:

(۳) إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ۖ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ ۗ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (ترجمہ) جب آئی اللہ کی مدد اور فتح (ہو گیا مکہ) اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ خدا کے دین میں گروہ (کے گروہ) داخل ہو رہے ہیں۔ تو اب تم اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھو اور اس سے طلب مغفرت کرو۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (ترجمہ مقبول شیعہ مفسر)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں (خلفاء) کے متعلق اعلان فرمایا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ مِمَّا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ ۖ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۗ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (پارہ ۱۸-سورۃ التورہ رکوع ۷)۔ ان سب لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے۔ اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور ان کو اس زمین میں جانشین بنایا گیا کہ ان سے پہلوں کو جانشین بنایا تھا اور ضرور ان

کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے ان کی خاطر سے پائدار کر دینگا اور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دینگا۔ اس وقت وہ میری ہی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کریگا۔ پس نافرمان فرہی ہیں! (ترجمہ مقبول)

مندرجہ بالا چار آیتیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زمانہ میں بعثت و تشریف آوری کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو دوسرے تمام باطل دینوں پر غالب کرے

(ب) تمام انبیاء و رسل پر اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ فرض ہوتی ہے اور وہ تبلیغ حق کے سلسلہ میں کسی مخلوق سے بھی نہیں ڈرتے۔ وہ صرف ایک اللہ کی عظمت سے ڈرتے ہیں۔

(ج) حسب اعلان خداوندی دور رسالت میں اللہ کا دین غالب ہوا اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوتے گئے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت سے عالم اسلام کام کر فتح ہو گیا۔

(د) اس غلبہ دین اور فتح مکہ اور فتح عرب کے بعد چونکہ سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کی وجہ سے کسی نبی کی پیدائش متوقع نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے غلبہ دین کو باقی رکھنے اور دین حق کو اطراف عالم میں پھیلانے کے لئے اپنی حکمت کاملہ کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے خلفاء اور جانشینوں کے ہونے کا وعدہ فرمادیا جن کے ذریعہ وہ اپنے دین حق

کو طاقت لے اور ان کا سابقہ خوف زائل کرے۔ جو کفار اور مشرکین کی طرف سے ان کو لاحق تھا۔

(ب) اس آیت استخلاف میں لفظ تمکین سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ وعدہ خلافت ان مومنین صالحین سے ہے جو اس آیت کریمہ کے نزول کے وقت موجود تھے اور سورۃ الحج رکوع ۶- پارہ ۷ کی آیت تمکین سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلافت اور تمکین دین کا وعدہ ان مہاجرین صحابہ سے ہے جن کو گھروں سے نکالا گیا تھا چنانچہ فرمایا: اٰذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقْتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّعْتَرَفُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنْتَهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاللّٰهُ عَاقِبَةُ الْاُمُوْر ۝ ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جاتی ہے اس لئے اجازت دیجیے کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا۔ اور بیشک اللہ ان کو مدد دینے پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے جو اپنے ملک سے صرف اتنی بات کہنے پر نکالے گئے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

وہ وہ لوگ ہیں جو اگر زمین میں تمکین دیجئے تو وہ (باقاعدہ) نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور نیک کاموں کا حکم کریں گے اور بدی سے مانع ہوں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ (ترجمہ مقبول احمد دہلوی)

مندرجہ دونوں آیتوں یعنی آیت استخلاف اور آیت تمکین سے یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین صحابہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

خلیفہ اور جانشین بنائیں گے۔ اور ان کی اس موعودہ خلافت میں ان کو اپنی دین اسلام کی طاقت لے گا۔ جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ دشمنان اسلام ان کے سامنے مغلوب ہونگے اور وہ خلفائے راشدہ صرف یہ کہ خود نماز اور زکوٰۃ کے پابند ہوں گے اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنیوالے ہوں گے بلکہ وہ اپنے اسلامی اقتدار کے تحت لوگوں کو نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برائی اور خلاف شرع امور سے روکیں گے۔ اور جو لوگ انکی ناقدری اور ناشکری کریں گے تو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہونگے۔ اب تحقیق طلب یہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ خلافت کیا مہاجرین صحابہ کرام کے حق میں پورا ہوا۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو صحابہ بیکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے وہ مہاجرین سابقین میں سے تھے۔ یعنی حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اور ان حضرات کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین کو طاقت دی۔ اور خصوصاً خلفائے ثلاثہ کو توحق تعالیٰ نے وہ اسلامی شوکت و غلبہ تمکنت و اقتدار عطا فرمایا کہ قبصر و کسری کی کاغذی سلطنتیں زیر و زبر ہو گئیں۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل سے زیادہ وسیع زمین کفر پر اللہ کا دین نافذ ہو گیا اور خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین کے بارہ سالہ دور خلافت میں غازیان اسلام نے بر و بحر پر غلبہ پایا اور عثمانی فوجیں پرچم فتح و نصرت

لہرتے ہوئے کابل قندھار تک پہنچ گئیں۔ خلیفہ پہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تقریباً چھ سالہ خلافت میں کوئی کفر کا علاقہ تو مفتوح نہیں ہوا لیکن آپ نے اپنے حدود خلافت میں اللہ کا دین نافذ کر کے خلافت راشدہ کا نور پھیلادیا۔ لیکن آیت استخلاف اور آیت تمکین کے تحت خلفائے ثلاثہ کی خلافت راشدہ کو اگر نہ تسلیم کیا جائے اور حسب عقیدہ شیعہ ان کو خلیفہ جوہر قرار دیا جائے اور حضرت علی المرتضیٰ کو ہی پہلا خلیفہ یعنی خلیفہ بلا فصل تسلیم کیا جائے تو پھر ان دونوں آیتوں میں حسب خلافت منصورہ کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ اور شیعہ علماء ان دونوں آیتوں کا مصداق حضرت علی المرتضیٰ کو نہ ثابت کر سکتے کی وجہ سے بڑے پریشان ہیں اور کھینچ تان کر ان آیات کا مصداق قرب قیامت میں آنے والی امام مہدی کی خلافت کو قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کی یہ تاویل بالکل باطل ہے کیونکہ (ا) آیت میں مِنْكُمْ کے لفظ کا یہ تقاضا ہے کہ دور رسالت کے اہل ایمان کو یہ نعمت خلافت نصیب ہو۔ اور امام مہدی ان میں شامل نہیں ہیں۔ (ب) الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ کی آیت تمکین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعدہ خلافت مہاجرین صحابہ سے ہے حالانکہ امام غائب (حضرت مہدی) مہاجرین صحابہ میں شامل نہیں کئے جاسکتے کیونکہ وہ تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے ہیں (حسب اعتقاد شیعہ)۔ (ج) اور یہ بھی عجیب فہم ہے کہ آیت استخلاف کے وعدہ کا مصداق حضرت مہدی کو قرار دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ وعدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اور جانشینوں کے

متعلق کیا ہے۔ اور مذہب شیعہ کے عقیدہ میں بارہ امام اپنے اپنے دور امامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بھی ہیں اور بالخصوص ابوالخلفاء خلیفہ بلا فصل حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ تو ان گیا رہ ائمہ اور خلفاء کو بالکل محروم کر کے قرآنی آیت کی مراد صرف امام مہدی کو تسلیم کیا جائے۔ یہ نظریہ کتنا غیر معقول اور بے بنیاد ہے اور پھر جب شیعہ حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں اور نہ صرف اذان بلکہ کلمہ اسلام و ایمان میں بھی ان کی خلافت بلا فصل کا اعلان اظہار کرتے ہیں۔ لیکن اس آیت استخلاف کا ان کو مصداق نہیں قرار دیتے حالانکہ وہ اگر عند اللہ خلیفہ اول ہیں اور شیعوں کو ان کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا یقین ہے تو پھر ان کو حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کی دلیل میں زیر بحث دونوں آیتوں یعنی آیت استخلاف اور آیت تمکین کو پیش کرنا چاہیے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور جانشین قائم کر نیکا وعدہ فرمایا ہے تو اس کا مصداق حضور کا پہلا خلیفہ ہی منبر اول کے طور پر ہونا چاہیے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ اور نوبت بہ نوبت دو کے خلفاء کو اس وعدہ کے تحت تسلیم کیا جائے۔ لیکن شیعہ علماء و مجتہدین بھی مجبور ہیں۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ کو نامزد خلیفہ بلا فصل ماننے کے باوجود شیعہ مذہب نے جو ان کی خلافت کا نقشہ پیش کیا ہے اس کی بنا پر تو مذکورہ دونوں آیتوں کی بیان کردہ خلافت کی نشانیوں میں سے کوئی ایک نشانی بھی ان میں نہیں پائی جاتی۔ اس سلسلہ میں ہم نے شیعہ احادیث کی جو تفصیل پیش کی ہے اس سے تو حسب ذیل

امور واضح ہوتے ہیں :-

(۱) جس کتاب خداوندی کا انہوں نے نظام حق جاری کرنا تھا اور جو انہوں نے بڑی محنت و کوشش سے مرتب کی تھی۔ اسی (اصلی قرآن) کو تو آپ نے انتہائی غصہ سے مغلوب ہو کر بالکل ہی غائب کر دیا۔ اور قرآن کے بعد پھر باہر ہوں امام بھی بالکل غائب ہو گئے۔

(۲) خلفائے ثلاثہ کے دورِ خلافت میں شیعوں کے خلیفہ بلا فصل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بس اور مغلوب تھے کہ تمام مہاجرین و انصار میں سے (جو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص فیض یافتہ جماعت تھی اور جنہوں نے ہجرت کے بعد آٹھویں سال سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مرکز اسلام مکہ کو فتح کر لیا تھا۔ اور جس جماعت کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں حکومت الہیہ قائم فرمائی تھی اور جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے راضی ہونے کا اعلان فرما دیا تھا) صرف تین صحابہؓ نے حضرت علیؓ کی خلافت کی حمایت کی۔ یعنی مقدادؓ، سلمان فارسی اور ابوذر غفاریؓ۔ اور درِ صدیقی میں ہی شیر خدا اس قدر مغلوب ہو چکے تھے کہ خاتونِ جنت (حضرت فاطمہ الزہراءؓ) نے بڑا سخت طعن دیکر آپ کو اٹھانا چاہا لیکن آپ تحفظِ خلافت کی خاطر میدان میں آنے کی جرأت نہ کر سکے (اور وہ طعنہ یہ تھا کہ تو ماں کے پیٹ میں چھپے ہوئے بچے (جنین) کی طرح گھر میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے)۔

(۳) خلافت ثلاثہ کا دور گزر جانے کے بعد بھی آپ کی مقبولیت

کا یہ حال تھا کہ آپ نے اپنے اہل بیت اور خاص شیعوں کے سامنے یہ صاف بیانی کر دی تھی کہ گو میں خلیفہ وقت ہوں لیکن میری مملکت میں منکرات کا سلسلہ قائم ہے۔ متعہ بھی حرام ہے۔ اور لوگوں نے ناجائز طور پر عورتیں گھروں میں رکھی ہوئی ہیں۔ تراویح کی بدعت بھی جاری ہے اور حکم قرآن بھی نافذ نہیں ہے۔ مجھ سے پہلے جو نظام حکومت خلفائے ثلاثہ نے نافذ کیا تھا اور جو سنت و شریعت کے بالکل خلاف ہے وہی میری خلافت میں بھی قائم ہے۔ اور حال یہ ہے کہ اگر میں ہمت کر کے کتاب و سنت کا صحیح نظام جاری کر بھی دوں تو میرا اپنا لشکر بھی مجھ کو چھوڑ دے گا۔ حتیٰ کہ میں کیلا رہ جاؤں گا اور شاید چند میرے مخلص شیعہ میرے ساتھ قائم رہ سکیں۔ اس لئے اس انجام بے وقاری اور بے عزتی سے یہی بہتر ہے کہ میں منکرات کو ہی جاری رکھوں اور ان کی اصلاح کا نام نہ لوں بعد میں میرے شیعہ ناویلین کر کر کے میری خلافت بلا فصل ثابت کرتے رہیں گے اور راز کی بات تو یہی ہے جو کسی خاص شیعہ ہی کو بتائی جاتی ہے کہ ولایت اور امامت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس کا اخفاء باعثِ عزت ہے اور اس کا اظہار باعثِ ذلت ہے۔ اسی لئے تو میں نے خلفائے ثلاثہ کے زمانے میں بھی تقیہ جیسی عظیم عبادت پر عمل کیا ہے اور اب بھی یہی تقیہ مقدسہ کا فریضہ ادا کر رہا ہوں۔ اس لئے میں ہی اللہ تعالیٰ کا نامزد خلیفہ بلا فصل ہوں۔ اسی عقیدہ سے آخرت میں نجات ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت کی نعمت نصیب ہوگی۔ ماشاء اللہ۔

سید باقر حسین شاہ صاحب :- مولوی عبدالکریم مشتاق صاحب اور دیگر
شیعہ علماء و مجتہدین سے ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا وہ حضرت علی المرتضیٰ کو
کتاب و سنت کی روشنی میں کامیاب خلیفہ ثابت کر سکتے ہیں؟
ہرگز نہیں۔

سوال نمبر ۳
اللہ کے دین کا اصل الاصول کلمہ اسلام ہے۔ تمام
ملت اسلامیہ کا اجماعی طور پر ایک ہی کلمہ اسلام
ہے جو دور رسالت - اور دور خلافت سے لیکر آج تک متواتر چلا
آتا ہے۔ یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ - اور سواد اعظم
اہل سنت و الجماعت اور تمام امت مسلمہ جس کلمہ اسلام و ایمان کا
اقرار کرتے ہیں۔ اس کے الفاظ بھی قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ چنانچہ
سورۃ محمد میں ہے۔ فَأَعْلَمُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - اور سورۃ فتح میں ہے
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ -

کلمہ اسلام کے دو جزو ہیں۔ توحید اور رسالت کا اقرار۔ چنانچہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ سے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ سے صرف توحید و رسالت کا اقرار لیا ہے۔ جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کر لیتا تھا اس کو مسلم بھی قرار دیا جاتا تھا اور مومن بھی۔ اور اسکے بعد دو کلمے اسلامی فرائض نماز و روزہ وغیرہ کی تعلیم

دی جاتی تھی۔ اور سنی اور شیعہ دونوں کی کتابوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام قبول کرنے کے لئے صرف توحید و رسالت کا اقرار لیتے تھے۔ اس کلمہ اسلام میں اللہ اور رسول کے علاوہ کسی اور شخصیت کا اقرار نہیں کرایا جاتا تھا۔ چنانچہ بطور نمونہ احادیث اہل سنت حسب ذیل ہیں۔

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمعاذ بن جبل حين بعثه الى اليمن انك ستاتي قوما من اهل الكتاب فاذا جئتهم فاذا الى ان يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله فان هم اطاعوا لذلك فاجزهم ان الله فرض عليهم خمس صلوات في كل يوم و ليلة الحديث (صحیح بخاری کتاب المغازی) (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو جب یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ آپ اہل کتاب کی قوم کے پاس آئیگی۔ اور جب ان کے پاس آئیں تو انہیں اس بات کی دعوت دیں کہ وہ یہ اقرار کر لیں :- لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ - پس اگر وہ اسکو (یعنی توحید و رسالت) کو مان لیں تو پھر انکو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں الخ۔

(۲) رئیس پیامہ حضرت ثمامہ بن اثال کے قبول اسلام کے متعلق روایت ہے کہ :- فاغتسل ثم دخل المسجد فقال أشهد أن لا إله إلا

اللَّهُ وَاشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (ترجمہ) پھر حضرت ثامہ نے غسل کیا۔ پھر مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کا اقرار کیا (ایضاً صحیح بخاری کتاب المغازی)۔

(۳) علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں لکھا ہے کہ: (مِنْوَا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ) خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لادو۔ تو فوراً پکار اُٹھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ۔ (سیرت النبی حمد اول) اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ توحید و رسالت کا اقرار کرنے سے آدمی مسلم بھی ہو جاتا ہے اور مومن بھی۔ کیونکہ حضرت عمر فاروق نے یہ کلمہ اسلام قرآن کی آیت اَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ کے حکم کے تحت پڑھا تھا۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کا حکم سنا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لادو تو آپ توحید و رسالت کا اقرار کر کے ایمان لے آئے۔ شیعہ علماء کہتے ہیں کہ توحید و رسالت کا اقرار کرنے یعنی لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ۔ کہنے سے آدمی مسلمان تو ہو جاتا ہے لیکن مومن نہیں ہوتا۔ مومن ہونے کے لئے ان کے نزدیک توحید و رسالت کی تائید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت و خلافت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ لیکن ایمان کی یہ تعریف ان کی بالکل خود ساختہ اور بیبنیاً ہے جس کا کتب و سنت میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

(۱) شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے حضرت علیؑ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ: پس وحی

احادیث شیعہ

نمود کہ اے محمد برو سوائے مردم و امرکن ایشان را کہ بگویند لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ (حیات القلوب جلد دوم ص ۳ مطبوعہ لکھنؤ)۔ (ترجمہ) پس اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور فرمایا کہ اے محمد۔ آپ لوگوں کے پاس جائیں اور انکو حکم دیں کہ وہ یہ کہہ لیں۔ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مکرمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ جب اسلام لائیں تو حضور نے ان سے فرمایا کہ: لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ۔ کہدو لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ (ایضاً جلد دوم ص ۲۵۳)۔

(۳) شیعہ مذہب کی صحیح الکتب اصول کافی مقدمہ امام غائب میں امام محمد باقر کی یہ روایت ملتی ہے کہ: تَرَبَّعْتُ بِاللَّهِ مُحَمَّدًا وَهُوَ بِسَلْمَةِ عَشْرَ سِنِينَ فَلَمْ يَمِتْ فِي مَكَّةَ فِي تِلْكَ الْعَشْرَ سِنِينَ اِحْدًا يَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ اِلَّا اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ باقواس ۴۔ (ترجمہ) اس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا وہ مکہ میں دس سال اس طرح رہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیکر مرنے والا کوئی نہ تھا۔ خدا نے جنت لازم کی اقرار شہادتین پر۔ (شافی شرح اصول کافی جلد دوم ص ۲۴ از سید ظفر الحسن امر دہلوی)۔

(۴) شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے ترجمہ قرآن پارہ ۲۱ کے ضمیمہ میں فتح خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ: آپ نے تمام

اہل قلعہ کو داخل دائرہ اسلام کیا۔ مرتب کی بہن کو جو آئندہ زوجہ رسول ہونے والی تھیں عزت و احترام سے خدمت رسول میں بھجوا دیا۔ اور حکم جناب رسول خدا کی اس طرح تعمیل کی کہ۔ **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ** نہ فقط اہل قلعہ سے کہلوا دیا بلکہ آج تک صولت حیدری کے خوف سے پانچوں وقت مسلمان ہر جگہ پکارتے ہیں، (اشارات تفسیری ضمیمہ مقبول صفحہ ۹)۔

(۵) جنگ خندق میں حضرت علی المرتضیٰ نے ایک شہور کافر پہلوان عمرو بن عبدود کے سامنے تین باتوں میں سے پہلی بات پیش کی کہ:- تو کلمہ شہادت زبان پر جاری کر لے اور یہ کہہ لے:- **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ**۔

(۶) **فَلَمَّا أُذِنَ لِلَّهِ لِمُحَمَّدٍ فِي الْخُرُوجِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ** بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا اله الا الله وان محمد عبده ورسوله واقام الصلوة وابتاء الزکوة وحج البيت و صيام شهر رمضان وانزل علیہ الحدود الخ (اصول کافی صفحہ ۳۷۷)۔
(ترجمہ) جب اللہ نے رسول خدا کو مکہ سے مدینہ کی طرف خروج کی اجازت دی تو اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی۔ گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کے عبد اور رسول ہیں۔ (۲) قائم کرنا نماز کا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) اور ماہ صیام میں روزے رکھنا۔ اور حضرت پر حدود کو نازل فرمایا الخ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم صفحہ ۲۷)۔

مندرجہ بالا احادیث اہل سنت اور احادیث مذہب کلمہ شیعہ شیعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تینس سالہ تبلیغ رسالت کی مکہ اور مدنی زندگی میں اسلام میں داخل کرتے ہوئے غیر مسلموں سے جس کلمہ اسلام کا اقرار لیا ہے اس میں صرف توحید و رسالت کا اقرار ہوتا تھا۔ اور خود حضرت علی المرتضیٰ نے بھی خندق اور خیبر میں جو کلمہ اسلام دو مشہور کافر پہلوانوں سے پڑھوایا تھا اس میں بھی صرف توحید و رسالت کا اقرار تھا یعنی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ**۔

لیکن بھٹو دور حکومت میں پاکستان کے شیعوں نے سرکاری اسکولوں کے نصاب دینیات میں جو کلمہ اسلام لکھا ہے اس میں توحید و رسالت کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت و خلافت کا اقرار بھی اسلام ایمان لانے کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم و دہم کے نصاب رہنمائے اساتذہ حصہ شیعہ میں مولوی محمد بشیر صاحب آف ٹیکسلا اور مولوی مرتضیٰ حسین صاحب لکھنوی نے جو کلمہ اسلام لکھا ہے اس کی عبارت یہ ہے کہ کلمہ اسلام کے اقرار اور ایمان کے عہد کا نام ہے کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ کلمہ میں توحید و رسالت ماننے کا اقرار اور امامت کے عقیدے کا اظہار ہے، اس کے بعد کلمہ کے الفاظ یہ لکھے ہیں:- **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ - عَلِيُّ وَوَلِيُّ اللَّهِ وَصِيُّ رَسُولِ اللَّهِ وَخَلِيفَتُهُ بِإِذْنِ اللَّهِ** (رہنمائے اساتذہ صفحہ ۳۴)

کلمہ اسلام کی مندرجہ تشریح سے چونکہ لازم آتا تھا کہ سوائے ان قلیل شیعوں کے جن کا یہ کلمہ اسلام ہے باقی تمام ملت اسلامیہ غیر مسلم اور غیر مومن ہے یعنی کافر ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک کلمہ اسلام میں صرف اللہ کی توحید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار ہی ایمان و اسلام کے لئے کافی سمجھا جاتا رہا ہے۔ کلمہ اسلام کی اس تشریح کی وجہ سے پاکستان کے مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا اور ہر طبقہ کی طرف سے اس کی خلاف سخت احتجاج کیا گیا۔ راقم الحروف نے بھی اس کے خلاف ایک پمفلٹ بنام: "پاکستان میں تبدیلی کلمہ اسلام کی ایک خطرناک سازش" لکھا جس کو خدام اہل سنت کی طرف سے لاکھوں کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ چونکہ مذکورہ کلمہ شیعہ بالکل خود ساختہ اور بے بنیاد تھا اور پھر اس کی بنیاد پر تمام امت مسلمہ کافر قرار پاتی تھی۔ اس لئے بھٹو حکومت نے بھی اس کا نوٹس لیا اور محکمہ تعلیم کے ذریعہ اس میں کچھ ترمیم کر کے رہنمائے اساتذہ کے دو سر جدید ایڈیشن میں شیعہ کلمہ کے تحت حسب ذیل عبارت لکھی:۔ کلمہ طیبہ اسلام کے اقرار کا نام ہے۔ کلمہ میں توحید و رسالت کا اقرار ہے؛ (۳۵) کلمہ طیبہ:۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ سے کافر مسلمان ہوتا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مانتے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں ان کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آئیگا؛ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ کے بعد

عَلَىٰ وَوَلِيُّ اللَّهِ وَصَّىٰ رَسُولَ اللَّهِ وَخَلِيفَتَهُ بِلَا فَصْلٍ سَعْدِ شَيْبَةَ تَوْجِيدِ رِسَالَتِ كَعَلَاوَهُ اِمَامَتِ كَا اَقْرَارِ اَوْر شَيْبِيَّتِ كَا اِنْهَارِ كَرْتِي هِي۔ (رہنمائے اساتذہ ایڈیشن دوم ص ۳)۔

اور مولوی محمد شفیع صاحب جوش اور پیر ابرار محمد صاحب نے کلمہ شیعہ کے خلاف لاہور ہائیکورٹ میں جو رٹ دائر کی تھی۔ اس کے جواب میں شیعہ مذہب کے نمائندوں نے رہنمائے اساتذہ ایڈیشن اول میں درج شدہ کلمہ کی تشریح میں ترمیم قبول کر کے کلمہ اسلام کی مندرجہ عبارت اور تشریح کو قبول کر لیا جو رہنمائے اساتذہ کے دو سر ایڈیشن میں پائی جاتی ہے۔

رہنمائے اساتذہ کے ایڈیشن اول و ایڈیشن دوم میں

ہمارا سوال

کلمہ اسلام کی جو تشریحیں کی گئی ہیں ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ ایڈیشن اول کی عبارت سے تو لازم آتا ہے کہ کلمہ اسلام میں توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ حضرت علیؑ کی ولایت و خلافت کا اقرار مثل اقرار رسالت کے ضروری ہے اور جو شخص کلمہ میں حضرت علیؑ کی خلافت کا اقرار نہیں کرتا وہ نہ مومن ہے نہ مسلم یعنی کافر ہے۔ اور رہنمائے اساتذہ کے ایڈیشن دوم کی عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ مان لے یعنی توحید و رسالت کا اقرار کر لے وہ مسلمان ہو جاتا ہے خواہ وہ حضرت علیؑ کی ولایت و خلافت کا اقرار نہ بھی کرے۔ تو اب ہمارا سوال مولوی عبد الحمید صاحب وغیرہ شیعہ علماء سے یہ ہے کہ (۱) ان کے نزدیک

رہنمائے اساتذہ کے مذکورہ دونوں ایڈیشنوں کی تشریح میں سے کونسی تعریف کلمہ اسلام کی صحیح ہے۔ اگر پہلی تعریف صحیح ہے تو کلمہ اسلام کی دوسری تعریف و تشریح کو شیعہ علمائے کبار نے کیوں قبول کیا ہے اور اگر دوسری تشریح صحیح ہے تو پہلی تشریح جب رہنمائے اساتذہ میں شائع ہوئی تھی تو اسکی تردید کیوں نہیں کی گئی؟ (۲) پہلے ایڈیشن کے مصنف مولوی محمد بشیر آف ٹیکسلا شیعہ مذہب کے چوٹی کے علماء میں شمار ہوتے ہیں جن کا ثقہ الاسلام وغیرہ کے خاص القاب سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اگر آپ کو اور ان دوسرے شیعہ علماء کو ان کی مذکورہ تشریح سے اختلاف ہے اور آپ رہنمائے اساتذہ کے دوسرے ایڈیشن کی تعریف کو صحیح قرار دیتے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ علماء میں کلمہ اسلام کے متعلق بھی اختلاف پایا جاتا ہے ہے بعض کے نزدیک توحید و رسالت کے ساتھ حضرت علی کی ولایت و خلافت کے اقرار کے بغیر کوئی شخص نہ مومن ہو سکتا ہے اور نہ مسلم۔ اور بعض کے نزدیک صرف توحید و رسالت کا اقرار کرنے والا مسلمان قرار دیا جاسکتا ہے (۳) کلمہ اسلام و ایمان میں شیعہ علماء کے اس شدید اختلاف سے تو یہ لازم آتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیاد پر اس امر کا کوئی قطعی ثبوت نہیں مل سکتا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کلمہ اسلام کی تعلیم دی تھی؟ کیونکہ شیعہ مذہب کی کتابوں سے اگر قطعی طور پر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ کلمہ اسلام و ایمان کا ثبوت مل سکتا تو اس کے متعلق پاکستان کے شیعہ علماء میں اختلاف کیونکر پیدا ہو سکتا تھا۔ (۴) کلمہ اسلام اصل

اصول دین ہے جس کے اقرار سے کافر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کا قطعی ثبوت فروری ہے۔ سواد اعظم اہل سنت و الجماعت اور تمام ائمہ مسلمہ کا جو متفقہ کلمہ اسلام ہے یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ (جس میں صرف اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا جاتا ہے) اس میں علمائے اہل سنت و الجماعت کا کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ اور چونکہ اصولی عقائد کے لئے قطعی الثبوت اور قطعی الدلائل نص ضروری ہے اور خصوصاً کلمہ اسلام کے اجزاء کے لئے جو کہ تمام اصول دین کی اصل ہے۔ اس لئے سنی مسلمان جس کلمہ اسلام کو ماننا ہے اس کے دونوں اجزاء قرآن مجید سے ثابت ہیں (۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (سورۃ محمد)۔ (۲) مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (سورۃ الفتح) اور شیعہ علماء جس کلمہ اسلام و ایمان کو مانتے ہیں۔ یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيُّ وَوَلِيُّ اللَّهِ وَصِي رَسُولِ اللَّهِ وَخَلِيفَتَهُ بِلَا فَضْلِ۔ اس میں جو ملت اسلامیہ کے متفقہ کلمہ کے الفاظ سے زائد الفاظ ہیں یعنی علی و ولی اللہ و وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فضل یہ الفاظ موجودہ قرآن مجید میں تو کہیں بھی موجود نہیں ہیں۔ نہ کجا نہ جدا جدا۔ (۵) شیعہ مذہب کی کتابوں میں سے کسی صحیح حدیث میں بھی بطور کلمہ اسلام ان الفاظ کا ثبوت نہیں ملتا۔ یعنی شیعہ علماء یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ کسی کافر کو مومن و مسلم نہ شیعہ جواب سے عاجز ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا کلمہ عرش پر اور جنت میں لکھا ہوا ہے تو اسکا جواب ہے کہ (۱) عرش اور جنت کی روایت میں بھی یہ الفاظ اسی ترتیب سے نہیں لکھا سکتے اور خلیفۃ بلا فضل کا تو کہیں وجود ہی نہیں (ب) ہم عرش کی بات نہیں پوچھتے قریش کی بات پوچھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشوں کو کلمہ اسلام کا پڑھایا ہے؟

بناتے ہوئے رسول اکرم ہادی اعظم سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفہ بلا فصل کے الفاظ کا اقرار کرایا ہے۔ میرے رسالہ پاکتوں میں تبدیلی کلمہ اسلام کی ایک خطرناک سازش کے جواب میں شیعہ علماء نے جو رسائل تصنیف کئے ہیں اور جن کا مجھے علم ہے ان میں کوئی شیعہ عالم یہ امر ثابت نہیں کر سکا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کافر کو دائرہ اسلام میں داخل کرتے وقت علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفہ بلا فصل کا بھی اقرار کرایا تھا۔ بلکہ ان میں سے بعض نے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ زمانہ رسالت میں کلمہ اسلام میں ان الفاظ کا اقرار نہیں لیا جاتا تھا۔ چنانچہ سید عقیل حیدر آف ٹیکسلا اپنے رسالہ کلمہ المؤمنین میں لکھتے ہیں کہ:- قاضی صاحب خداوند عالم نے جس قدر انبیاء مبعوث فرمائے ہیں جس قوم و ملک و زمان میں وہ آئے ان کا کلمہ ان تک محدود رہا۔ حضرت آدم کے زمانے والے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اِخْرَجَ خَلِيفَةَ اللَّهِ - حضرت نوح کے زمانے والے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نوح نَحْيَ اللَّهُ - حضرت ابراہیم کے زمانے والے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ اللَّهِ - حضرت موسیٰ کے زمانے والے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُوسَى كَلِيمَ اللَّهِ - حضرت موسیٰ کے زمانے والے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِيسَى رُوحَ اللَّهِ پڑھتے رہے ان کے بعد سلسلہ نبوت جاری تھا اس لئے ان کا کلمہ ان تک محدود تھا۔ لیکن ہمارے نبی آخر محمد مصطفیٰ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ رسالت مآب کے زمانہ حیات تک لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ اور بعد از حیات لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ عَلِيٌّ وَوَلِيَّ اللَّهِ وصی رسول اللہ و خلیفہ بلا فصل کا بھی زبان سے اقرار کیا جانے لگا اور یہ اقرار دلیل ہے کہ سلسلہ نبوت ختم ہے اور سلسلہ ولایت و امامت شروع ہے الخ (ص ۱۱)

ہم کہتے ہیں کہ اگر کلمہ اسلام میں حضرت علی رضی کی ولایت و امامت کا اقرار اس لئے ضروری تھا کہ اس کو سلسلہ نبوت کے ختم ہونے اور سلسلہ ولایت و امامت کے شروع ہونے کی دلیل بنایا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان جس طرح قرآن مجید کی قطعی آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے کیا گیا تھا اسی طرح قرآن میں ہی حضرت علی رضی کی ولایت و امامت کے متعلق قطعی اعلان کیا جاتا۔ علاوہ انیس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی اگر یہ ضروری ہوتا تو آپ خود ہی اعلان ختم نبوت کے بعد کلمہ اسلام میں حضرت علی رضی کی ولایت و امامت کا اقرار شروع کرا دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو کوئی شخص سبھی کلمہ اسلام میں کوئی پیش کر نہ کیا مجاز نہیں ہے۔ اگر حضرت علی رضی کی ولایت و امامت کا عقیدہ بنیادی اصول دین میں مثل توحید و رسالت کے ضروری ہوتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کے ساتھ قبول اسلام کیلئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت و امامت کا اقرار بھی ضرور کراتے۔

بہر حال جب مروجہ کلمہ شیعہ کا کتاب سنت میں کوئی نام و نشان نہیں ملتا تو پھر شیعہ مذہب کا حق ہونا کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لہذا یہ یقین

کرنا پڑتا ہے کہ شیعہ مذہب ہی دراصل خود ساختہ ہے جس کے کلمہ اسلام کا ہی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور اسلام حقیقی دوسرے لفظوں میں مذہب اہل سنت والجماعت ہی ہے جس کا کلمہ اسلام کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور ملت اسلامیہ کے اجماع سے ثابت ہے۔ واللہ الباقی) جب شیعہ علماء اپنا اضافی کلمہ نہ قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں اور نہ حدیث سے تو قیاسات و تاویلات سے اپنے کلمے کا وجود پیش کر کے عوام شیعہ کو مطمئن کرنے کی لا حاصل کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً تاویل (۱)

شیعہ تاویلات

کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کا ولی اللہ ہونا تو اہل سنت والجماعت کی کتابوں سے بھی ثابت ہے۔ پھر سنی علماء شیعہ کلمہ پر کیوں اعتراض کرتے ہیں؟ الجواب (۱) مسئلہ زیر بحث یہ نہیں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ولی ہیں یا نہیں بلکہ بحث تو اس امر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ اسلام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ولی اللہ ہونا شامل فرمایا ہے یا نہیں؟ (ب) اگر علی رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہے کہ آپ اللہ کے دوست اور پیارے ہیں تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو بھی اللہ کے ولی ہیں ان کا نام کلمہ اسلام میں شامل کیا جائے؟

(ج) شیعوں کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں بلکہ وہ یہاں ولایت بمعنی امامت و خلافت لیتے ہیں یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نامزد امام ہیں اور وصی رسول اللہ

سے مراد یہ لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ وصیت فرمائی تھی کہ آپ کے بعد امام و خلیفہ ہونگے اور خلیفۃ بلا فصل کا شیعوں کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلا فاصلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی آپ کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ اور ان الفاظ سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چوتھے خلیفہ ہونے کی نفی کرتے ہیں اور پہلے تین خلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کی وہ تردید و تکذیب کرتے ہیں۔ العباد باللہ۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی سنی مسلمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان معنوں میں نہ ولی اللہ مانتا ہے اور خلیفہ بلا فصل۔ اور خلیفۃ بلا فصل کے الفاظ تو شیعہ مذہب کی بھی کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے یہ تو صدیوں کے بعد کی ایجاد ہیں۔ (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

نام اور کلمہ اسلام میں تو کجا شیعوں کی مروجہ اذان جس میں ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں ان کا بھی اذان میں لکے اللہ سے ان الفاظ کا ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی بنیادی چار کتابوں (کافی اصول و فروع۔ من لای یحضرہ الفقیہ۔ تہذیب الاحکام اور الاستبصار) میں سے من لای یحضرہ الفقیہ (مؤلف ابن بابویہ قمی المعروف بہ شیخ صدوق) جلد اول ص ۲۹۰ مطبوعہ طہران ۱۳۹۲ھ میں امام جعفر صادق سے ہے جو اذان منقول ہے وہ وہی ہے جو سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے ہاں بھی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ:۔ ولا یأمن ان یقال فی صلوة الغداة علی اترجی علی خیر العال۔ الصلوة خیر من النوم مزین للتحقیق (ترجمہ) اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ صبح کی اذان میں حتی علی خیر العال کے بعد دوم مرتبہ الصلوة خیر من النوم بھی اذرتے تھے کہہ لے لیکن آج کے شیعہ تو تہذیب سے الصلوة خیر من النوم نہیں پڑھتے) اس کے بعد (باقی صفحہ پر)

غیب اللہ ہونا اور حضرت موسیٰ کا کلمہ اللہ ہونا اور حضرت عیسیٰ کا کلمہ اللہ ہونا اور آیت **وَإِنَّمَا أَوْلَاؤُا حُجَّةٌ لِّمَنْ هُم بِهَا** (رسول اللہ کی بیویاں تمام مومنین کی مائیں ہیں) قرآن سے ثابت ہے لیکن ہم کلمہ اسلام میں ان میں سے کسی کو شامل نہیں کر سکتے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱۰) علامہ ابن بابوی قمی (مصنف) لکھتے ہیں: **هَذَا هُوَ الْاِذَانُ الصَّحِيحُ لَا يَزَادُ فِيهِ وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُ وَالْمَقْضُوعَةُ لَعْنَتُهُمْ** اللہ قد وضعوا اخباراً او زادوا في الاذان محمد و آل محمد خير البرية مرتين وفي بعض رواياتهم بعد اشهد ان محمدا رسول الله - اشهد ان علياً ولي الله مرتين - ومنهم من روي بدل ذلك اشهد ان علياً امير المؤمنين حقاً مرتين ولا تشك في ان علياً ولي الله وانه امير المؤمنين حقاً وان محمدا و آل خير البرية ولكن ذلك ليس في اصل الاذان (ترجمہ) یہی صحیح اذان ہے جس میں کسی و بیٹھی نہیں کیجا سکتی۔ اور شیعہ مفوضہ نے (انپر اللہ کی لعنت ہو) اپنی طرف سے روایات وضع کر لی ہیں اور اذان میں یہ الفاظ نہ لکھ کر لئے ہیں۔ محمد و آل محمد خیر البریۃ۔ اور انکی بعض روایات میں اشهد ان محمدا رسول الله کے بعد اشهد ان علياً ولي الله دو مرتبہ پڑھنا لکھا ہے اور ان میں سے بعض نے بجائے اسکے اشهد ان علياً امير المؤمنين حقاً دو مرتبہ پڑھنے کی روایت وضع کی ہے اور بیشک حضرت علی اللہ کے ولی اور امیر المومنین حق ہیں اور حضرت محمد اور آپکی آل خیر البریہ ہے لیکن یہ الفاظ اصل اذان میں نہیں پائے جاتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام جعفر صادق نے بھی یہ اذان نہیں کہلاوائی جو آج شیعہ کہتے ہیں۔ بلکہ ان کے بعد جن لوگوں نے اذان میں علی ولی اللہ کہنے کی روایات وضع کی ہیں وہ مفوضہ فرقہ کے لوگ تھے جو ائمہ میں خدائی صفات تسلیم کرتے تھے اور حسب روایات شیعہ وہ لعنت کے مستحق ہیں۔ فرمایا ہے

تاویل نمبر (۲) کہتے ہیں کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** سے شرک کی نفی کی جاتی ہے اور محمد رسول اللہ سے کفر کی نفی مقصود ہوتی ہے لیکن ان دونوں شہادتوں سے نفاق کی نفی نہیں ثابت ہوتی اس لئے کلمہ میں علی ولی اللہ سے ہم نفاق کی نفی کرتے ہیں۔ جس کے بعد کہ نہ صرف علی ولی اللہ بلکہ اذان میں اشهد ان محمدا و آل خير البرية کا اضافہ بھی جائز نہیں ہے تو پھر وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل کا اضافہ کیونکر جائز ہوگا لیکن زمانہ حال کے شیعوں کیلئے سب کچھ جائز ہو گیا ہے جو چاہے آپ کی عقل کو شرمساز کرے۔

ایک اعتراض کا جواب جب شیعہ علماء مرور اذان کے کلمات علی ولی اللہ وغیرہ کا ثبوت نہیں دے سکتے تو انہیں اہل سنت کو یہ الزام دیتے ہیں کہ تم جو صبح کی اذان میں **الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ** کے الفاظ کہتے ہو یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشادات سے ثابت نہیں بلکہ اسکا حکم حضرت عمر فاروق نے دیا ہے۔ تو اسکا جواب ہے کہ یہ محض الزام اور افتراء ہے کیونکہ اہل سنت و اجماع کی کتب حدیث میں اسکا ثبوت موجود ہے (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو مخذومہ صحابی رضی اللہ عنہ کو جو اذان سکھائی تھی اس میں فرمایا: **فان كان صلوة الصبح قلت الصلوة خير من النوم الصلوة خير من النوم** (شکوۃ شریف بحوالہ ابی داؤد) (ترجمہ) صبح کی نماز ہو تو تو کو کہہ۔ الصلوة خير من النوم۔ الصلوة خير من النوم۔ (۲) شرح معانی الآثار المعروفہ بطحاوی شریف میں ہے: **عن ابی محذور ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علمه في الاذان الاول من الصبح الصلوة خير من النوم۔ الصلوة خير من النوم۔** (۳) **عن عبد العزيز بن رفيع قال سمعت ابا محذور قال كنت غلاماً صبيّاً فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت الصلوة خير من النوم الصلوة خير من النوم** (ایضاً طحاوی شریف) ترجمہ۔ عبد العزیز بن رفیع نے حضرت ابو مخذومہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا میں چھوٹا بچہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ تو کہہ۔ الصلوة خير من النوم الصلوة خير من النوم۔

کلمہ مکمل ہو جاتا ہے اور کسی کے لئے نفاق کی گنجائش نہیں رہتی۔
الجواب (۱) یہ تاویل بھی بالکل جہالت پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہمارا مطالبہ تو یہ ہے کہ کلمہ اسلام نص سے ثابت ہونا چاہیے۔ اور یہ استدلال تو نص نہیں بلکہ ایک خود ساختہ توجیہ ہے۔

(ب) منافقین کا وجود تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ پھر آپ نے کیوں ایسا کلمہ نہیں پڑھایا جس سے نفاق کی نفی کی جائے۔

(ج) نفاق تو یہ ہے کہ انسان زبان سے تو ضروریات دین کو تسلیم کرے لیکن دل میں اس کے متعلق شک یا انکار رکھتا ہو۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا: - وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَيَا لَيْتُمْ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ (البقرہ ۲) :- اور آدمیوں میں سے ایسے (بھی ہیں) جو یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ وہ خدا کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ (ترجمہ مولوی

مقبول احمد دہلوی) اور سورۃ المنافقون ع ۱ میں فرمایا: - إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝ (ترجمہ) جس وقت منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ضرور اللہ کے رسول ہو اور اللہ شہید جانتا ہے کہ تم بیشک اس کے رسول ہو۔ اور اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ (ترجمہ مقبول) پارہ ۲۸۔

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ منافق وہ ہے جو زبان سے صحیح اسلامی

عقائد کا اظہار کرے لیکن اسکے دل میں اس پر یقین و تصدیق نہ ہو۔
اب فرمائیے۔ جس طرح ایک شخص باوجود کلمہ اسلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ پڑھنے کے دل کے انکار کی بنا پر منافق قرار دیا جاسکتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص زبان سے شیعوں کا کلمہ پڑھ لے اور علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃہ بلا فصل کے الفاظ کا بھی زبان سے اقرار کر لے اور قسم بھی اس کی کھالے۔ لیکن دل میں اسکے یہ ہو کہ حضرت علیؑ خلیفۃہ بلا فصل نہیں ہیں تو کیا وہ شیعہ علماء کے نزدیک منافق نہیں سمجھا جائیگا؟ پھر کلمہ اسلام میں حضرت علیؑ کی ولایت کے اقرار سے نفاق کی نفی کیونکر لازم آجاتی ہے۔ اگر نفاق ختم کرنے کا یہی طریقہ ہے تو پھر شیعوں کو صرف ایک امام علیؑ کا نہیں بلکہ بارہ اماموں کی ولایت کا بھی اقرار کرنا چاہیے بلکہ کلمہ اسلام میں حضرت فاطمہ الزہراء کے نام کا بھی اعلان کیا جانا چاہیے تاکہ نفاق کی پوری طرح روک بھام ہو جائے۔ کیا عجیب تلبیس ہے۔

عموماً شیعہ۔ خلفائے ثلاثہ حضرت ابو بکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان

منافقین کون ہیں

ذوالنورین اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق (سوائے حضرت علیؑ وغیرہ چند صحابہ کے) یہ بہتان تراشی کیا کرتے ہیں کہ وہ منافق تھے العباد باللہ اور سورۃ المنافقون کے مضامین کا مصداق ان حضرات کو قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں منافقین کی جتنی نشانیاں بیان

کی گئی ہیں ان سب سے یہ حضرات پاک ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں فرماتے ہیں:-
 لَئِنْ لَّمْ يَلْتَمِئْهُ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ
 فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِبَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَلْعُونِينَ
 أَيْنَمَا تَقِفُوا أَخِذُوا وَقِفَتَكُمْ أَهْلُ الْأَحْزَابِ لِرُكُوعِ (۸) (ترجمہ)
 اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹی خبریں پڑانے
 والے باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو ان کے درپے کر دینگے۔ پھر وہ اس شہر میں
 تمہارے پڑوس میں نہ رہینگے مگر بہت ہی کم۔ اور ہر طرف سے ان پر لعنت ہوتی
 ہے گی۔ وہ جہاں کہیں پائے جائینگے پکڑے جائینگے اور ایسے قتل کئے جائینگے جیسا
 کہ قتل کئے جانے کا حق ہے۔ (مولوی مقبول حمد دہلوی)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں پیشگوئی فرمائی ہے کہ اگر وہ
 منافقت سے باز نہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں وہ ذلیل اور
 رسوا ہونگے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کی زد میں آجائینگے اور وہ سوائے قلیل
 مدت کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب رفاقت سے بالکل محروم کر دیئے
 جائینگے۔ علیہ اسلام کے موقع پر ان کا یہ حال ہوگا کہ جہاں کہیں بھی وہ پائے
 جائینگے غازیان اسلام ان کو پکڑ پکڑ کر قتل کر دینگے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ
 حرف بحرف پورا ہوا اور منافقین نے دنیا میں بھی ذلت و خواری کا انجام
 دیکھ لیا۔ اور آخرت کا عذاب تو اس سے زیادہ سخت ہے چنانچہ فرمایا :-
 إِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي الدَّمَارِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (سورۃ النساء ۲۱)
 (بیشک منافق لوگ جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہونگے) لیکن انکے برعکس

خلفائے ثلاثہ کی مقدس زندگیوں کو پیش نظر رکھیں۔ کہ وہ یکے بعد دیگرے
 انبیاء و مرسلین کے سردار سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت راشدہ
 کے عظیم منصب سے شرف یاب ہوئے۔ انہی کے دور خلافت میں کفر و
 نفاق اور شرک و الحاد کی طاغوتی طاقتوں نے ان کے آگے سپر ڈال دی۔
 غلبہ دین اور شوکت اسلام کا پرچم اتنا اونچا لہرایا گیا کہ بعد از انبیاء
 اولاد آدم میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ زندگی میں ان کو منبر نبوی اور
 اور مصلائے رسالت پر کھڑے ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت علی
 المرتضیٰ حضرت حسن و حسین وغیرہ تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو
 مسجد نبوی میں ان کی اقتدار میں نمازیں پڑھنے کی فضیلت نصیب ہوئی
 اور بعد از وفات حضرت عثمان ذوالنورین کو جنت البقیع کے انوار نصیب
 ہوئے جہاں حضرت امام حسن حضرت فاطمہ الزہراء وغیرہ چاروں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صاحبزادیاں۔ اہل بیت المؤمنین اور ہزاروں شہداء
 و اولیاء مدفون ہیں۔ اور پہلے دو غلیفوں کو تو وہ عظیم فضیلت بعد از
 وفات نصیب ہوئی کہ کسی امتی کو ایسی فضیلت نہ پہلے نصیب ہوئی ہے اور
 نہ بعد میں نصیب ہوگی۔ خلیفہ اول حضرت صدیق رحمت للعالمین صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہیں اور ان کے پہلو میں حضرت فاروق رض
 استراحت فرماتے ہیں یہ وہ روضہ مقدس ہے جو حسب ارشاد رسالت
 صلی اللہ علیہ وسلم جنت کا ٹھکانہ ہے اور یہ وہ خاک پاک ہے جو اہل سنت
 و الجماعت کے عقیدہ میں عرش و کرسی پر بھی فضیلت رکھتی ہے۔ اہل سنت

اور اہل تشیع دونوں کی کتب حدیث میں یہ حدیث پائی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اور آپ کے منبر کی درمیان جگہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ چنانچہ (۱) مشکوٰۃ شریف میں بخاری و مسلم کے حوالہ سے یہ حدیث درج ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین بیتی ومنبری سروضۃ من ریاض الجنۃ (حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ علامہ علی قاری حنفی محدث فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حقیقت پر محمول ہے۔ یہ ٹکڑا جنت کا ہے جو قیامت کو جنت میں ہی شامل ہو جائیگا۔

(۲) شیعہ مذہب کی صحیح ترین کتاب حدیث فروع کافی کتاب الحج میں یہ حدیث لکھی ہے:۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ما بین بیتی ومنبری سروضۃ من ریاض الجنۃ:۔ (ترجمہ) حضرت ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے؛ (دشانی ترجمہ فروع کافی جلد اول حصہ دوم ص ۵۵)

یہ وہی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجر مقدس ہے جس کو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے روزِ منہ مطہرہ ہونے کا عظیم شرف نصیب ہوا ہے۔ یہ وہی قبر منور ہے جہاں اطرافِ عالم سے

مومنین کے درود و سلام بذریعہ ملائکہ پہنچائے جاتے ہیں اور یہ وہی مرکز تجلیات ہے جہاں حاضر ہو کر صلوات و سلام پڑھا جائے تو رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ یہ وہی خاک پاک ہے جہاں ان تجلیات ربانی کا نزول ہوتا ہے جو اور کسی مقام کو نصیب نہیں ہر سال لاکھوں حجاج اور زائرین حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی جالی اطہر کے سامنے حاضر ہو کر درود و سلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں اور پھر حضرت صدیق اور حضرت فاروقؓ کی جالی کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا سلام پیش کرتے ہیں جو مقام حقتعالیٰ کی بے انتہا تجلیات اور رحمتوں کا مرکز ہو وہاں خلاف رحمت اثرات کا کیا دخل۔ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام کرنے والے دو غلیظوں کے بائے میں بھی اگر کوئی مدعی اسلام نفاق و کفر کی تہمت لگاتا ہے تو وہ خود مرض نفاق و کفر سے ملوث ہے۔ یارِ غار اور یارِ مزار کو جو بلند و بالا تر مقام رحمت نصیب ہوا ہے اور وہ کسی کی بدگوئی سے کم نہیں ہو سکتا۔ علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے

آں امن الناس بر مولائے ما آں کلیم اقل سینائے ما
ہمت او کشت ملت راجولابہ ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

قرآن مجید میں فرمایا:۔

الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ

بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ مِرْيَاطُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ

وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ طَسْأَلُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُهُمْ ط إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمْ
الْفٰسِقُونَ ۝ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ رکوع ۹)۔ ترجمہ "منافق مرد اور
منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہچکس ہیں۔ برائی کا حکم دیتے رہتے ہیں اور نیکی
سے (برابر) باز رکھتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول گئے
ہیں تو اللہ نے بھی ان کو (گویا) بھلا دیا ہے۔ بیشک منافق لوگ ہی تو نافرمان
ہیں۔" (مولوی مقبول احمد دہلوی)۔

اس آیت میں منافقین کی یہ علامت بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ بجائے امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر کے الطانیکیوں سے روکتے ہیں اور برائیوں کا
حکم دیتے ہیں اور منافق لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں۔ اب اس آیت
کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ مذہب نے حضرت علی المرتضیٰ کی
خلافت و امامت کا جو خاکہ پیش کیا ہے، وہ یہ ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے
زمانہ میں بھی تقیہ فرماتے رہے اور حسب اعتقاد شیعہ انہوں نے جو خلاف
شریعت و سنت امور کا ارتکاب کیا تھا اور جو ظلم و ستم حضرت فاطمہ الزہرا
پر روا رکھا گیا تھا حتیٰ کہ ان کی پسلیاں توڑ دی گئیں اور اس کے بطن پاک
میں محسن کو بھی شہید کر دیا اور خود حضرت علی المرتضیٰ کے گلے میں رستی
ڈال کر زبردستی مسجد میں گھسیٹ کر لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی
بیعت کرائی۔ ۲۵/۲۴ سال کا طویل زمانہ تو آپ نے اس طرح خلفائے
ثلاثہ کی بظاہر اتباع ہی میں گزارا۔ حتیٰ کہ شیعہ جو آج ان کے نام کی اذان
دیتے ہیں۔ ان کے نام کا کلمہ پڑھتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ نے اس کے

اظہار کی بھی جرات نہ فرمائی اور جو دین و مذہب خلفائے ثلاثہ نے نافذ کیا
تھا اسی کے مطابق عمل کرتے رہے اور اسکے بعد جو آپ کو منصب خلافت
بالفعل نصیب ہوا۔ اور مسلمانوں کا ایک لشکر بھی آپ کے ماتحت تھا
تو اسکے باوجود آپ نے انہی منکرات کو باقی رکھا جو خلفائے ثلاثہ کے زمانہ
سے رائج تھیں۔ متعہ جیسی عظیم نیکی کے حلال ہونے کا بھی اعلان نہ فرمایا
لوگوں نے ناجائز طور پر جو عورتیں اپنے گھروں میں ڈالی ہوئی تھیں انکی

لے علاوہ ازیں شیعہ مذہب کی مستند کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ خلفائے
ثلاثہ کے فضائل و مناقب بھی بیان فرما دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنی خلافت کے صحیح ہونے
کی دلیل میں انکی خلافت کو پیش فرمایا تھا چنانچہ آپ نے حضرت معاویہ کو اپنے ایک
مکتوب میں تحریر فرمایا ہے: "ان بايعنى القوم الذين بايعوا ابا بكر وعمر وعثمان على ما
بايعوهم عليه فلم يكن للشاهدا ان يختاروا ولا للغائب ان يردوا وانما الشورى للمهاجرين
والانصار فان اجتمعوا على رجل فسموا اماما كان ذلك لله ساضى (نہج البلاغہ ص
۳۹ مطبوعہ تہران)۔ ترجمہ۔ "بیشک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابو بکر
عمر اور عثمان کی تھی۔ اور اسی امر (دین) پر کی ہے جس پر انکی تھی پس جو لوگ حاضر ہیں انکو اسکے
خلافت کسی کو اختیار کرنے کا حق نہیں ہے اور جو لوگ یہاں موجود نہیں ہے وہ اس بیعت کو رد نہیں
کر سکتے اور بیشک شوری کا حق ہاجرین اور انصار کو ہے پس اگر وہ کسی شخص پر اتفاق کر کے
اسکو اپنا امام تجویز کر لیں تو یہ بات اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی دلیل ہوگی)۔"

فرمائیے۔ اس سے زیادہ بھی کوئی منقبت ہو سکتی ہے کہ انکے طریق انتخاب کو برحق قرار دیکر اسکو
اپنی خلافت کے برحق ہونے کی تائید میں پیش فرما دیا۔ اور آپ کے اس استدلال سے اللہ کی
طرف سے خلیفہ کی نامزدگی کے عقیدہ کی بھی نفی ہو گئی۔ اب اگر حضرت علی نے خلفائے ثلاثہ کی دل
سے تعریف فرمائی ہے تو شیعہ علماء بھی انکو تسلیم کر لیں اور اگر انکا ارشاد باطن کیخلاف تھا تو ان کو
کس گروہ میں شمار کرنا پڑیگا۔ العیاذ باللہ۔

عزت و ناموس کی بھی حفاظت نہ کی اور یہ منکرات کی عملی تائید اور معروفات کے خلاف عملی اقدام حضرت شیر خد نے محض اس لئے روا رکھا تھا کہ اگر آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے تو اس امر کا آپ کو شدید خطرہ تھا کہ آپ تنہا رہ جاتے اور شکر اسلام بھی آپ کو چھوڑ دیتا۔

فرمائیے۔ شیعہ مذہب کے عقیدہ کے تحت حضرت علی المرتضیٰ خلیفہ بلافضل کو کس فہرست میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ شیعہ عقیدہ کے مطابق آپ میں کس پارٹی کی نشانیاں پائی جاتی ہیں؟۔ آج کئی شیعہ عظمتِ علیؑ کا اعلان کرتے ہوئے کراہی گزار کے نعرے لگاتے ہیں۔ اچھلتے اور کودتے ہیں لیکن کوئی اہل عقل و انصاف ہمیں بتائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی تصویر جو شیعہ مذہب پیش کرتا ہے کیا ایسی شخصیت کو کراہی گزار کہا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

یہاں یہ ملحوظ ہے کہ ہم نے یہاں بہت اختصار کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جن نتائج کی نشان دہی کی ہے یہ صرف ان شیعہ عقائد پر مبنی ہیں جو سابقہ اوراق میں شیعہ مذہب کی مستند ترین کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں اور شیعہ علماء ان معتقدات کا انکار نہیں کر سکتے۔

ورنہ ہم حضرت مرتضیٰؑ کے متعلق اپنے عقیدہ کے تحت ان عقائد و نتائج کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہم حضرت علیؑ کو کفر و نفاق کے ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ سے بھی بالکل پاک سمجھتے ہیں ہم اہل سنت و الجماعت کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ حق پسند حق گو۔ پیکرِ خلوص و تقویٰ۔ انوارِ نبوت کے فیض

سے کامل نجوم ہدایتِ قطعی جنتی اور خلیفہ راشد ہیں۔ رب العالمین کے مقبول اور رحمت للعالمین کے محبوب اور خلفائے ثلاثہ کے بعد افضل امت ہیں۔ آپ کی محبت ہمارے ایمان کی جزو ہے۔ ہم خارجیت کے کبھی اتنے ہی خلاف ہیں جتنا کہ رافضیت کے ہیں۔ ہم تمام اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اپنے درجے میں نجوم ہدایت مانتے ہیں۔ ہمارے عقیدہ میں حضرت حسن و حضرت حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پاک صاحبزادیوں میں سے حضرت فاطمہ الزہراء کا مقام بلند ہے اور حسب ارشاد رسالت آپ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ ہم رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پیاروں کی پوری عقیدت و محبت کا دم بھرتے ہیں۔ ہم ازواجِ مطہرات۔ امہات المؤمنین کو از روئے قرآن مقدس اگر اہل بیت کی فضیلت کا مصداق مانتے ہیں تو از روئے حدیث حضرت علی المرتضیٰ حضرت فاطمہ الزہراء۔ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو بھی اہل بیت کے شرف میں شامل مانتے ہیں۔ اصحاب ہوں یا خلفائے رسول۔ ازواجِ مطہرات ہوں یا اہل بیت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سب کو درجہ بدرجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض یافتہ جنتی جماعت مانتے ہیں۔ ہم سنت رسول اور جماعت رسول کی اعلیٰ نسبتوں کے تحت اپنے آپ کو اہل سنت و الجماعت مسلمان قرار دیتے ہیں اور اللہ کے رسول اور جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے شفاعت اور جنت کے امیدوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اسی مذہب حق پر قائم و دائم رکھیں آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ

علیہ وسلم۔

خلاصہ بحث

کلمہ اسلام کی اس بحث کے سلسلہ میں شیعہ علماء سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ چونکہ کلمہ اسلام ہی اصل اصول دین ہے اس لئے اسکا ثبوت اپنے مذہب کی قطعیات کی بنا پر پیش کرنا آپ پر لازم ہے۔ ہم نے مذکورہ دست سوال شیعہ کا جواب دے کر آخر میں صرف تین سوالات مولوی عبد الکریم صاحب مشتاق کی خدمت میں پیش کئے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ :-

(۱) شیعہ مذہب کی مستند کتابوں کی بنا پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عقیدہ امامت و ولایت اور دوسرے بنیادی عقائد کا کتمان و اخفاء بلکہ خلاف حق کا اظہار لازم ہے۔ اور یہ شیعہ مذہب کا تقاضا ہے جس کا مکان و زمان سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اصول کافی کی حدیث میں ہے :- قال ابو جعفر

لے بعض دفعہ شیعوں کی طرف سے ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ تمہارا کلمہ بھی قرآن مجید میں ایک جگہ اکٹھا مذکور نہیں ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سوره محمد میں ہے تو مُحَمَّدٌ مَّرْسُومٌ اللَّهُ سوره الفتح میں ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے کلمہ کے دو جز قرآن مجید سے اپنی لفظوں میں ثابت تو ہیں اور اگر جہاد اہلنا قابل اعتراض ہے تو یہ اعتراض تو شیعوں پر بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی تَوَلَّوْا لِلَّهِ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ مَّرْسُومٌ اللَّهُ کو کلمہ اسلام کے پہلے دو جز دہانتے ہیں۔ تم علی ولی اللہ وغیرہ کے الفاظ قرآن مجید میں جہاد اہلنا ثابت کر دو۔ کبھی کہتے ہیں کہ تمہارے چھ کلمے کہاں سے ثابت ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ زیر بحث کلمہ اسلام کا ہے نہ کہ ہر کلمے کا۔

علیہ السلام ولایۃ اللہ استرھا الی جبرئیل واسرھا جبرئیل الی محمد صلی اللہ علیہ والہ واسترھا محمد الی علی علیہ السلام واسرھا علی الی من شاء اللہ ثم انتم تذیعون ذلك الخ (اصول کافی صفحہ ۲۸ مطبوعہ لکھنؤ)۔ (ترجمہ) "امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وحی کی اللہ نے جبرئیل کو اور جبرئیل نے حضرت رسول خدا کو تَبَيَّنَا نَأْتِكُلَّ شَيْءٍ یعنی قیامت تک ہونیوالے واقعات سے آگاہ کیا اور آنحضرت نے بطور راز بتایا علی علیہ السلام کو اور علی نے جس کو چاہا بتایا (یعنی یہ سلسلہ ائمہ اہل بیت تک جاری رہا) اور تم اسے ظاہر کرتے ہو (ظہور قائم آل محمد کو) تم میں کون ہے کہ باز رہے اس بات کو بیان کر نیسے؟" (دشانی ترجمہ اصول کافی جلد دوم صفحہ ۲۲۸)۔

اس حدیث کے ترجمہ میں شیعہ ادیب اعظم سید ظفر حسن صاحب امر وہومی نے تفسیر سے کام لیا ہے اور ترجمہ صاف نہیں کیا حالانکہ عربی عبارت بالکل واضح ہے جس کا معنی یہ ہے کہ :-

امر ولایت (یعنی امامت و خلافت) ایک راز ہے جس کو پوشیدگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بتایا۔ اور جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور راز ولایت کے متعلق بتایا اور حضور نے پھر حضرت علیؑ کو بطور مخفی راز اس کی خبر دی اور حضرت علیؑ نے پھر جس کو چاہا بتایا۔ لیکن یہ ولایت و امامت کا بھید کسی طرح ظاہر ہو گیا اور امام محمد باقر ان لوگوں کو سخت تنبیہ فرمایا ہے ہیں جنہوں

نے اس ولایت و امامت کے عقیدے کا اظہار کیا ہے۔ اور اسی باب کی دوسری روایت میں بھی اسی بات کی تاکید پائی جاتی ہے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان امرنا مستور مقنع بالمیثاق فمن هتك علينا اذکر الله (ایضا اصول کافی ص ۲۵۶)۔ (ترجمہ) فرمایا ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام نے ہمارا معاملہ پوشیدہ ہے بعد الہی جو ظہور قائم قائم آل محمد تک ظاہر نہ ہوگا۔ پس جس نے ہماری پروردہ درمی کی خدا اسکو ذلیل کرے گا۔ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۲۴۹)

اور یہ کتمان (حق چھپانے) اور تقیہ (خلاف حق ظاہر کرنے) کا حکم امام غائب کے ظہور تک ہے اور جوں جوں امام کے ظہور کا زمانہ قریب آئیگا تقیہ کا حکم سخت ہو جائیگا چنانچہ اصول کافی جیسی صحیح الکتب میں ہی یہ حدیث منقول ہے:- عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال كلما تقارب هذا الامر کان أشد للتقیة " ص ۳۵۶۔ (ترجمہ) فرمایا حضرت ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) علیہ السلام نے جب حضرت (یعنی امام غائب) کا وقت قریب ہو تو تقیہ اور زیادہ سختی سے ہونا چاہیے؟ (شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۲۴۴)۔

اس لئے مولوی عبد الکریم صاحب مشاق پر باتباہ ائمہ معصومین تقیہ لازم ہے نہ کہ تبلیغ و اشاعت،

سوال نمبر (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد غلبہ دین اسلام تھا جو قادر مطلق کی نصرت سے پورا ہوا۔ حضور قائم نبیین

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ سلسلہ نبوت منقطع تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے حق بنانے کا وعدہ فرمایا اور سنی عقیدہ کے مطابق یہ وعدہ الہی خلفائے ثلاثہ کے عظیم الشان دور میں پورا ہوا اور بروبحر میں اسلام کا ڈنک بچ گیا لیکن حسب عقیدہ شیعہ حضرت علی المرتضیٰ گو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد خلیفہ بلا فصل تھے لیکن آپ نے نہ صرف خلفائے ثلاثہ کے عہد حکومت میں بلکہ اپنے دور خلافت میں بھی اللہ کا صحیح دین نافذ نہ کیا اور مغلوب اور تقیہ کے لباس میں ہی مشغور رہے اس لئے آپ ناکام خلیفہ رسول ہیں۔ کامیاب خلیفہ تو وہ تسلیم کیا جاسکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت و خلافت کے منصب پر فائز ہو کر دشمنوں کے مقابلہ میں غالب و منصور ثابت ہو۔

اور سوال نمبر (۳) کا خلاصہ یہ ہے کلمہ اسلام تمام اصول دین کی بنیاد ہے جس کو قبول کرنے سے غیر مسلم داخل اسلام ہو جاتا ہے (البتہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اگر وہ ضروریات دین میں سے کسی قطعی عقیدے کا منکر ہو جائے تو وہ پھر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اسی بنا پر قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو باوجود کلمہ اسلام کے اقرار کے کافر اور خارج از اسلام مانا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اسلام کے ایک قطعی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف مرزا غلام احمد قادیانی دجال اور کذاب کو نبی یا ولی وغیرہ تسلیم کر لیا ہے) لیکن دورِ حاضر کے شیعہ جس کلمہ اسلام

کے معنقد اور داعی ہیں وہ بالکل خود ساختہ اور بے بنیاد ہے۔ اس لئے ہم مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق اور دوسرے شیعہ علماء کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ جس مذہب کے گیاہ معصوم امام حضرت علیؑ سے لیکر حسن عسکری تک کتمان حق اور تقیہ یعنی خلاف حق کے اظہار کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں اور اسی تقیہ کی بنا پر ان کو اپنے اپنے دور امامت میں بمشکل دو دو تین تین اور چار چار شیعہ نصیب ہوئے ہیں اور ابھی تک ایسے تین لاکھ تیرہ مخلص مومن شیعوں کی تعداد بھی پوری نہیں ہوئی جس کی بنا پر امام غائب ظاہر ہو جائیں اور امام غائب صدیوں سے نہ صرف یہ کہ خود غائب ہیں بلکہ غلیفہ بلا فضل امام اول کے مرتب کردہ اصلی قرآن کو ہی اپنے ساتھ غائب کئے ہوئے ہیں اور جس مذہب کا مروجہ کلام اسلام ہی بے بنیاد ہے اور خود ساختہ ہے تو شیعہ مذہب کے ان عقائد و مسائل کے باوجود جن کی تفصیل پہلے درج کر دی گئی ہے ہم مولوی عبدالکریم صاحب مشتاق سے دریافت کرتے ہیں کہ مذہب حق اہل سنت و الجماعت کو ترک کر کے (جن کے خلفاء غالب ہوئے ہیں اور جن کا کلمہ قطعی الثبوت ہے اور جن کا دین مجموعی حیثیت سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں دو رسالت سے لیکر آج تک قائم ہے) آپ شیعہ کیوں ہوئے؟

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی

چحوال
خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ خطیب مدنی جامع مسجد
و بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان -

۱۳ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۶ء

خدام اہل سنت کی مطبوعات

اوقاتِ ایت ردِّ رِفضِ بدعت
ریس المناظرین حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب مدظلہ

رحمۃ اللہ علیہ کی وہ محرکہ الآراء تصنیف ہے جس میں شیعہ نزاعی مسائل خلافت و امامت وغیرہ پر مفصل بحث کر کے مذہب اہل سنت و الجماعت کی حقانیت ثابت کر دی گئی ہے۔ قیمت ۱۰/۰۰

مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت
مصنفہ حضرت شیخ الاسلام
مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ

مع عرض حقیقت :- از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ قیمت ۴ روپے
مصنفہ: حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
سلاسل طیبیہ | مع توسل کی حقیقت و حالات و کمالات حضرت شیخ الدینی
از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ - قیمت ۲۷/۰۰ روپے

پاکستان میں کلمہ اسلام کی تبدیلی کی خطرناک سازش
قیمت ۲۵/۰۰ روپے

کھلی چھٹی بنام مودودی صنفا
از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ - قیمت ۲۷/۰۰ روپے

شیعہ کتاب تجلیاتِ صدقت پر ایک اجمالی نظر
از مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ - قیمت ۵/۰۰ روپے

دینی مدرس کے سنی شیعہ طلبہ کا اتحادی فتنہ
از مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ - قیمت ۲۵/۰۰ روپے

بشارات الدارین بالصبر علی شہادت الحسین حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صفا

بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان کی ماتم کے موضوع پر یہ ایک مفصل و مدلل کتاب ہے جو تثنیوں کی ایک کتاب فلاح کونین کے جواب میں لکھی گئی ہے علاوہ ازیں عظمت صحابہ کرام اور مذہب اہل سنت و الجماعت کی حقانیت بہت مدلل طریق پر واضح کی گئی ہے۔ ۲۵ روپے

علمی محاسبہ

اس میں مفتی محمد یوسف مودودی کی کتاب علمی جائزہ کا مکمل جواب ہے اور مسئلہ عصمت انبیاء اور مسئلہ معیار حق پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ (مؤلفہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صفا) قیمت - ۱۲ روپے

مودودی مذہب اس میں مودودی صفا کے باطل عقائد و نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ ۱۲ روپے

ہم ماتم کیوں نہیں کرتے

مؤلفہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب۔ اس رسالہ میں ماتم کیوں نہیں کرتے اور ۱۸ دلائل کا جواب اور ۱۸ دلائل حرمت ماتم مروجہ پر پیش کیے گئے ہیں۔ قیمت - ۱۱ روپے

صد ضیاء الحق کی خدمت میں عرضداشت از مولانا قاضی مظہر حسین صفا

قیمت - ۱۰ روپے

حضرت لایہوی فتنوں کے تعاقب میں از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صفا

ماخوذ خدام الدین۔ قیمت - ۵ روپے

یادگار حسین رضی اللہ عنہما از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صفا مدظلہ العالی۔ ۱۵ روپے

قرارداد خلافت راشدہ بنام جنرل ضیاء الحق صد پاکستان

حنفی فقہ کے قانون کے اعلان پر صد ضیاء الحق صفا کی خدمت میں تائیدی قرارداد

کتبہ: محمد عظیم خوشنویس اعجاز الکتابیت ۶ شاہین مارکیٹ ڈی اے وی کلچ روڈ راولپنڈی شہر

فداہم اہلسنت کی دعاء

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبانی تحریک اہلسنت پاکستان

۲۹ فروری ۱۹۶۲ء

۲۹ فروری ۱۹۶۲ء

خدا یا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی ہے خلوص و صبر و ہمت اور دین کی حکمرانی ہے
 تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گواہیں رسول اللہ کی سنت کا ہر سُو اور پھیلائیں
 وہ منوائیں نبی کے چار یاروں کی صداقت کو ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر کی خلافت کو
 صحابہ اور اہل بیت سب کی شان بھمائیں وہ ازواجِ نبوی پاک کی ہر شان منوائیں
 حسن کی اور حسین کی بیروی بھی کر عطا ہو تو اپنے اولیاء کی بھی محبت ہے فدا ہم کو
 صحابہ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا انہوں نے کرنا تھا روم و ایران کو تہ و بالا
 تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں
 تیرے گن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حال عروج و فتح و شوکت اور دین کا غلبہ کامل
 ہو ایسی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو ملتا دین ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو
 تو سب فدا ہم کو توفیق ہے اپنی عبادت کی رسول پاک کی عظمت محبت اور اطاعت کی
 ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے تیری راہ میں ہر اک مستی مسلمان وقف ہو جائے
 تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں فدا ہم ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم
 نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہر ناداں تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رحمت

سے الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ مفہد مطالبہ نظر ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لادھی
 مرزا ایسی کے دو نوکر ہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔